شامِ زندگی
(سفرِ آخرت کی تیاری)
نگہت ہاشمی
AL-NOOR INTERNATIONAL
النور
پبلیکیشنز

شامِ زندگی

نگہت ہاشمی

النور پبلیکیشنز

نام کتاب : شامِ زندگی

مصنفہ : نگہت ہاشمی

طبع اول : فروری 2018ء

تعداد : 1200

ناشر : النور انٹرنیشنل

لاہور : 102-H گلبرگ III، نزد فردوس مارکیٹ، لاہور

فون نمبر : 0336-4033045, 042-35881169, 042-35851301

کراچی : گراؤنڈ فلور کراچی ﷺ ریزیڈنسی نزد بلاول ہاؤس، کلفٹن بلاک III، کراچی

فون نمبر : 0336-4033034, 021-35292341-42

فیصل آباد : 121-A فیصل ٹاؤن، ویسٹ کینال روڈ، فیصل آباد

فون نمبر : 03364033050, 041-8759191

ای میل : sales@alnoorpk.com

ویب سائٹ : www.alnoorpk.com

فیس بک : Nighat Hashmi, Alnoor International

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ابتدائیہ

ہر انسان جس کو زندگی ملی اس نے ضرور موت سے ہم کنار ہونا ہے۔ موت یقینی ہے جس سے ہر ایک کو لازماً گزرنا ہے۔ ہر انسان زندگی سے موت کی طرف سفر کر رہا ہے۔ دیکھتی آنکھیں روشنی سے اندھیرے تک پہنچ جانے والی ہیں۔ بولتی زبان رکنے والی ہے، سنتے کان سماعت سے محروم ہونے والے ہیں۔ سانسوں کی ڈور بہت جلد ٹوٹ جانے والی ہے۔ ہر وقت کام کرتا ذہن اپنا کام چھوڑ دینے والا ہے۔ چلتی نبضیں ڈوب جانے والی ہیں اور دھڑکتا دل اپنی حرکت کھو دینے والا ہے۔ زندگی کی صبح اپنی شام تک پہنچنے والی ہے۔ ہر ایک پر وہ وقت آنے والا ہے جب اسے موت کے دروازے پر کھڑا کر دیا جائے گا۔ وہ کیسا وقت ہوگا جب پیچھے سب پیارے، زندگی کی کمائی، مال، گھر بار، بزنس اور آگے آخرت ہوگی۔ دنیا جس کو وہ چھوڑ کر جا رہا ہوگا پھر کبھی وہاں نہیں آئے گا۔ ایک ایسی دنیا جس میں ایک اجنبی داخل ہوگا پھر وہاں سے نکل نہیں پائے گا۔ ہاں یہ موت ہے جو سارے منظر بدل کر رکھ دے گی۔ کیسا واقعہ ہے جو زندگی کی صبح کو صرف شام تک نہیں انجام تک لے جائے گا۔ اگر یہ واقعہ اختتام زندگی ہوتا تو یہ محض ایک حادثہ ہوتا مگر اس واقعے کی سب سے بڑی سنگینی یہ ہے کہ وہ ایک نئی اور ابدی زندگی کا آغاز ہوگا۔ دنیا کی زندگی عمل میدان ہے اور موت کے بعد کی زندگی ابدی انجام ہے۔

آج ہم زندہ ہیں تو اس لیے کہ ابھی موت نہیں آئی۔ اس کا وقت مقرر ہے وہ آجائے گی مگر اس کے آنے کی ہمیں خبر نہیں۔ ہم ہر لمحہ اپنی موت کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ زندگی سے زیادہ موت کے قریب ہیں۔ نبی ﷺ سے کسی نے سوال کیا عقل مند کون ہے؟

آپ ﷺ نے جواب دیا جو اپنے آپ کو مُردوں میں شمار کرے۔

اس زندگی میں ہر انسان سفر کر رہا ہے، کسی کا سفر اس زندگی کے لئے ہے، کسی کا شام زندگی کے بعد آنے والی ابدی زندگی کے لئے ہے۔ کوئی اپنی خواہشات میں جی رہا ہے، کسی کو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی خوشی بے چین کیے رکھتی ہے۔ دونوں قسم کے لوگ ہی زندگی کی شام تک پہنچ رہے ہیں۔ دیکھنے میں دونوں طرح کے لوگ ایک جیسے نظر آتے ہیں مگر موت کے بعد دونوں کا معاملہ ایک جیسا نہیں رہے گا۔ جو شخص اپنے رب کے لیے اس کی خوشی کے لیے جیتا ہے وہ اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ جو شخص دنیا کے لیے، اس کی خواہشات کے لیے جیتا ہے وہ اپنے آپ کو ہلاکت کے گھر میں پہنچانے کے لیے جی رہا ہے۔ دیکھنا یہ ہے کس کے لیے موت کا دروازہ بڑی مصیبت کا آغاز ہوگا، اور کس کے لیے بڑی راحت کا!

یا ارحم الراحمین! ہماری موت کو ہمارے لیے باعث راحت بنا دینا۔ ہمارے لیے زندگی کی شام کو ابدی خوشیوں کا پیغام بنا دینا۔ (آمین)

شام زندگی موت اور اس موقعے پر کرنے والے کاموں کی حقیقت کے بارے میں قرآن وسنت کی تعلیمات پر مبنی کتاب ہے۔ اس کے موضوعات موت کی حقیقت' موت کا یقین آ جائے تو کرنے والے کام' مثالی موت' موت کے وقت کیا کریں' جنازہ' نماز جنازہ' تدفین' قبر میں کیا ہوگا' قبروں کی زیارت' قبروں کے قریب حرام کام اور ایصال ثواب وغیرہ شامل ہیں۔

شام زندگی سے کون لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں؟

اس کتاب کو اپنے گھر والوں کے ساتھ مل کر پڑھا جا سکتا ہے۔ کون ہے جس کے گھر میں کسی کی زندگی کی شام نہیں ہو گی؟ جن کو اپنے ہاتھوں سے پالتے پوستے ہیں جب ان کے ہاتھوں اپنے والدین اور پیاروں نے رخصت ہونا ہوتا ہے تو وہ جانتے تک نہیں اس مرحلے میں کیا کریں؟ اسلام آباد میں 22 ویں گریڈ کے ایک صاحب کا انتقال ہوا جنہوں نے اپنے بچوں کو دنیا کے اعلیٰ اداروں کو تعلیم دلوائی۔ جب ان کا انتقال ہوا تو بچوں نے ویل چیئر پر بٹھا کر باپ کو واش روم میں بند کر دیا۔ میت کا کوئی پرسان حال نہ تھا۔ پھر جانے کیسے اللہ تعالیٰ نے ان کی رخصتی کے لئے انتظامات کروائے لیکن اخبار میں لگنے والی اس خبر نے تکلیف میں ضرور مبتلا کر دیا کہ ہر کسی کو اپنے پیاروں کو اسلامی طریقے سے رخصت کرانے کے احکامات ضرور پہنچائے جائیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو قبول فرما لیں اور سب لوگوں کے لئے اس کتاب کو نفع مند بنائے اور ہم سب سے ہمارا رب راضی ہو جائے۔ (آمین یا رب العالمین)

دعاؤں کی طلب گار

خاکپائے رسول ﷺ

نگہت ہاشمی

8 جمادی الاولیٰ

ہفتہ 24 فروری 2018ء

فہرست

موت کی حقیقت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔ موت کی حقیقت

موت اور زندگی دونوں اٹل حقائق ہیں زندگی کا ہم تجربہ کر رہے اور موت ہر ایک کے تجربے میں آنے والی ہے۔ زندگی کے تجربے کو ہم share کر سکتے ہیں۔ موت کے بعد پیش آنے والی صورت حال کو share کرنے کے لیے کوئی واپس نہیں آتا۔ شکر ہے اس ذات بابرکت کا جس نے موت اور زندگی کو تخلیق کیا اور ہمیں اس تخلیق کا مقصد یوں سمجھایا۔ ﴿خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا﴾ ''موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے'' اس سے پہلے کہ زندگی موت کی سرحد تک جا پہنچے۔ دنیا کی زندگی دراصل موت کے بعد آنے والی زندگی کی تیاری کے لیے دی جاتی ہے۔ یہ زندگی قدر و قیمت والی ہے کیونکہ موت کے بعد والی زندگی کے لیے فیصلہ اس بنیاد پر ہوگا کہ دنیا کی زندگی کیسے بسر کی؟ اس لیے نبی ﷺ نے فرمایا: ''پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو جوانی کو بڑھاپے سے پہلے، صحت کو بیماری سے پہلے، امیری کو فقیری سے پہلے، فراغت کو مصروفیت سے پہلے، زندگی کو موت سے پہلے۔'' دنیا کی حقیقت آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے جیسا کہ انگلی کے ساتھ لگے ہوئے پانی کے قطرے کی سمندر کے مقابلے میں ہے۔ قطرہ سمندر میں گر جانے کو بے تاب ہے۔ فانی زندگی موت کے گھاٹ اتر کر بقا کی طرف رواں دواں ہونا چاہتی ہے۔ زندگی کے سفر میں ہمارا ہر قدم ہمیں منزل کے قریب کر رہا ہے۔ عقل مند مسافر اپنے گھر کی طرف واپسی کی فکر کرتے ہیں۔ ہمارا گھر ہماری جنت ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ نے مختصر وقت کے لیے دنیا کے سفر پر ذمہ داریاں سپرد کر کے روانہ کیا تھا۔ ہمیں اپنے گھر واپس جانا ہے۔ ذمہ داریاں ادا کرنی ہیں اور بھول بھلیوں میں نہیں الجھنا۔

2۔ ہر جان نے موت کا مزہ چکھنا ہے

رب العزت کا فرمان ہے:

(i) ﴿اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ﴾

یقیناً آپ بھی مرنے والے ہیں اور یقیناً یہ لوگ بھی مرنے ہی والے ہیں۔ (الزمر: 30)

(ii) ﴿قُلْ اِنَّ الْمَوْتَ الَّذِيْ تَفِرُّوْنَ مِنْهُ فَاِنَّهٗ مُلٰقِيْكُمْ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾

آپ کہہ دیں بلاشبہ جس موت سے تم بھاگ رہے ہو تو یقیناً وہ تم سے ملنے والی ہے، پھر تم اس کے پاس لوٹائے جاؤ گے جو پوشیدہ اور ظاہر کو جاننے والا ہے۔ تو وہ تمہیں بتا دے گا جو کچھ تم کرتے تھے۔ (الجمعۃ: 8)

(iii) ﴿اَيْنَ مَا تَكُوْنُوْا يُدْرِكْكُّمُ الْمَوْتُ وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ﴾
تم جہاں بھی ہوگے موت تمھیں پہنچ ہی جائے گی اور اگرچہ تم مضبوط قلعوں میں ہو۔ (النساء: 78)

(iv) ﴿قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ﴾
آپ کہہ دیں کہ موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر کیا گیا ہے تمھیں قبض کرے گا۔ چنانچہ تم اپنے رب کی جناب میں لوٹائے جاؤ گے۔ (السجدہ: 11)

(v) ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَاِنَّمَا تُوَفَّوْنَ اُجُوْرَكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ؕ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ﴾
ہر جان دار موت کو چکھنے والا ہے اور یقیناً تم قیامت کے دن اپنا پورا پورا اجر دیے جاؤ گے۔ چنانچہ جو آگ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کر دیا گیا تو وہ کامیاب ہو گیا۔ اور دنیا کی زندگی تو دھوکے کے سوا کچھ نہیں۔ (آل عمران: 185)

(vi) ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ ؕ وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً ؕ وَاِلَيْنَا تُرْجَعُوْنَ﴾
ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ اور ہم تمھیں اچھی اور بری حالت میں آزماتے ہیں۔ اور ہماری طرف ہی تم لوٹائے جاؤ گے۔ (الانبیاء: 35)

(vii) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس ملک الموت کو بھیجا، جب ملک الموت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے تو انھوں نے انھیں چانٹا مارا (کیونکہ وہ انسان کی صورت میں آیا تھا) ملک الموت، اللہ رب العزت کی بارگاہ میں واپس ہوئے اور عرض کیا کہ تو نے اپنے ایک ایسے بندے کے پاس مجھے بھیجا جو موت کے لیے تیار نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: دوبارہ ان کے پاس جاؤ اور کہو کہ اپنا ہاتھ کسی بیل کی پیٹھ پر رکھیں، ان کے ہاتھ میں جتنے بال اس کے آجائیں گے ان میں سے ہر بال کے بدلے ایک سال کی عمر انھیں دی جائے گی۔ (ملک الموت دوبارہ آئے اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ سنایا) سیدنا موسیٰ علیہ السلام بولے: اے رب! پھر اس کے بعد کیا ہوگا؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: پھر موت ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: پھر ابھی کیوں نہ آجائے۔

(بخاری: 3407، کتاب احادیث الانبیاء، باب وفاۃ موسیٰ و ذکرہ بعد)

3۔ مومن کے لیے موت تحفہ ہے

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ﴾ موت مومن کے لیے تحفہ ہے۔ (صحیح الترغیب والترہیب للالبانی: 3323)

4۔ مومن موت سے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں آرام پاتا ہے

سیدنا ابوقتادہ بن ربعی انصاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب سے ایک جنازہ گزرا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آرام پانے والا ہے یا اس سے آرام حاصل کیا گیا ہے۔ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ''آرام پانے والا اور جس سے آرام حاصل کیا گیا ہے'' کا کیا مطلب ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن آدمی دنیا کی مشقتوں اور تکلیفوں سے اللہ تعالیٰ کی رحمت میں آرام پاتا ہے اور فاجر و گناہ گار آدمی سے اللہ تعالیٰ کے بندے، شہر، درخت اور چوپائے آرام پاتے ہیں۔ (بخاری:6512)

5۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوموار کے دن فوت ہوئے

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس دن فوت ہوئے؟ انہوں نے کہا: سوموار کے دن۔ (بخاری:1387)

6۔ موت کی سختی قابل برداشت نہیں ہوتی

(i) ﴿وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ۖ ذَٰلِكَ مَا كُنتَ مِنْهُ تَحِيدُ﴾
اور موت کی بے ہوشی حق لے کر آ پہنچی۔ یہ وہی چیز ہے جس سے تو بھاگتا تھا۔ (ق:19)

(ii) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی وفات کا وقت جب قریب آیا تو آپ) کے سامنے پانی کا ایک بڑا پیالہ رکھا ہوا تھا جس میں پانی تھا۔ (عمر کو شبہ ہے کہ ہانڈی کا کونڈا تھا۔) آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ہاتھ اس برتن میں ڈالتے اور پھر اس ہاتھ کو اپنے چہرے پر ملتے اور فرماتے: ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ إِنَّ لِلْمَوْتِ سَكَرَاتٍ﴾ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں، یقیناً موت کے وقت سخت تکلیف ہوتی ہے۔ پھر آپ ہاتھ اٹھا کر فرمانے لگے۔ ﴿فِي الرَّفِيقِ الْأَعْلَىٰ﴾ حتیٰ کہ آپ فوت ہو گئے اور آپ کا ہاتھ جھک گیا۔ (بخاری:6510)

(iii) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ میری ہنسلی اور تھوڑی کے درمیان (سر رکھے ہوئے) تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم (کی موت کی سختی) کو دیکھنے کے بعد اب میں کسی کے لیے بھی موت کی شدت کو برا نہیں سمجھتی۔ (بخاری:4446)

(iv) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو موت کی تکلیف شروع ہوئی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ہائے میرے والد کی تکلیف! یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آج کے بعد تمہارے والد پر کبھی سختی نہ ہوگی، اور تیرے والد پر وہ وقت آیا ہے جو سب پر آنے والا ہے، اب قیامت کے دن ملاقات ہوگی۔

(حسن، سنن ابن ماجہ:1629)

7۔ شہید کو چیونٹی کے کاٹنے کے برابر تکلیف ہوتی ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہید کو قتل سے صرف اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے جتنی تکلیف تم میں سے کسی کو چٹکی لینے سے ہوتی ہے۔ (حسن صحیح، ترمذی: 1668)

8۔ موت کی تمنا نہیں کرنی چاہیے

(i) قیس بن ابی حازم نے روایت کیا کہ ہم خباب بن ارت رضی اللہ عنہ کے یہاں ان کی عیادت کو گئے، انہوں نے اپنے پیٹ میں سات داغ لگوائے تھے تو انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وفات پا چکے وہ یہاں سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ دنیا ان کا اجر و ثواب کچھ نہ گھٹا سکی اور ان کے عمل میں کوئی کمی نہیں ہوئی اور ہم نے (مال و دولت) اتنی پائی کہ جس کے خرچ کرنے کے لیے ہم نے مٹی کے سوا اور کوئی محل نہیں پایا (یعنی ہم نے عمارتیں تعمیر کرنی شروع کر دیں) اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں موت کی دعا کرنے سے منع نہ کیا ہوتا تو میں اس کی دعا کرتا۔ (بخاری: 5672)

(ii) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی کسی در پیش مصیبت و تکلیف کے سبب ہرگز موت کی تمنا نہ کرے۔ اور اگر ضرور ہی تمنا کرنا چاہتا ہو تو اس طرح کہہ لے: ﴿اَللّٰهُمَّ اَحْيِنِيْ مَا كَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًا لِّيْ﴾ اے اللہ! مجھے اس وقت تک زندہ رکھ جب تک میرے لیے زندگی بہتر ہے اور اس وقت مجھے فوت کر دینا جب میرے لیے وفات بہتر ہوگی۔ (بخاری: 6351)

(iii) امام البانی رحمہ اللہ نے فرمایا: مریض کے لیے موت کی تمنا کرنا جائز نہیں۔ (احکام الجنائز و بدعھا: 12)

9۔ موت کی تمنا سے ممانعت کی حکمت

(i) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿لَا يَتَمَنَّيَنَّ اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ اِمَّا مُحْسِنًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّزْدَادَ خَيْرًا، وَاِمَّا مُسِيْئًا فَلَعَلَّهُ اَنْ يَّسْتَعْتِبَ﴾ تم میں سے کوئی شخص ہرگز موت کی تمنا نہ کرے کیونکہ اگر وہ نیک ہوگا تو امید ہے کہ اس کے اعمال میں اور اضافہ ہو جائے گا اور اگر وہ برا ہے تو ممکن ہے کہ وہ توبہ ہی کر لے۔ (بخاری: 5673)

(ii) سیدہ ام فضل رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے حالت مرض میں موت کی تمنا کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿يَا عَمِّ لَا تَتَمَنَّ الْمَوْتَ﴾ ''اے چچا جان! موت کی تمنا مت کیجئے۔'' کیونکہ اگر آپ نیک ہیں تو آپ (بقیہ زندگی میں) اپنی نیکیوں میں اضافہ کریں گے یہ آپ کے لیے بہتر ہے اور اگر آپ گناہ گار ہیں تو آپ اپنے گناہوں سے تائب ہو سکتے ہیں یہ بھی آپ کے لیے بہتر ہے لہٰذا آپ ہرگز موت کی تمنا نہ کریں۔ (صحیح، مستدرک حاکم: 7076)

10۔ شہادت کی تمنا کی جاسکتی ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے مجھے پسند ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں قتل کر دیا جاؤں، پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر میں قتل کر دیا جاؤں، پھر مجھے زندہ کیا جائے پھر میں قتل کر دیا جاؤں، پھر مجھے زندہ کیا جائے۔ پھر میں قتل کر دیا جاؤں۔

(بخاری: 2797)

11۔ رسول اللہ ﷺ بری موت سے پناہ مانگتے تھے

سیدنا ابو الیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے: ﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ وَالتَّرَدِّي وَالْهَدْمِ وَالْغَمِّ وَالْحَرِيقِ وَالْغَرَقِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَأَنْ أُقْتَلَ فِي سَبِيلِكَ مُدْبِرًا وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيغًا﴾ اے اللہ! بے شک میں بڑھاپے کی موت سے، بلندی سے گر کر مرنے سے، کسی ملبے وغیرہ کے نیچے دب کر مرنے سے، غم سے آنی والی موت سے، جل کر مرنے سے اور ڈوب کر مرنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور وفات کے وقت شیطان کے حملے سے پناہ مانگتا ہوں، تیری راہ (یعنی جہاد) میں پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے مرنے سے پناہ مانگتا ہوں اور کسی زہریلے جانور کے ڈسنے سے آنے والی موت سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔ (نسائی: 5534)

12۔ اچانک موت مومن کے لیے رحمت ہے

سیدنا عبید اللہ بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اچانک موت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی پکڑ ہے۔ بیہقی نے ان الفاظ کا اضافہ کیا ہے، اچانک موت ناراضگی کی پکڑ کافر کے لیے ہے اور مومن کے لیے رحمت ہے۔ (ابوداؤد: 3110؛ بیہقی فی سنن الکبری: 3/378)

13۔ موت کیسے آتی ہے؟

(i) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی طویل روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ جب مومن بندے کا دنیا سے رخصت ہونے اور آخرت کی طرف سفر کرنے کا وقت آتا ہے تو آسمان سے روشن چہرے والے فرشتے اس کی طرف اترتے ہیں گویا کہ ان کے چہرے سورج کی مانند چمک دار ہیں۔ ان کے پاس جنت کے لباس کا کفن ہوتا ہے اور جنت کی خوشبو بھی ہوتی ہے۔ وہ اس کے قریب سے تاحد نگاہ پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر موت کا فرشتہ مومن کے پاس آتا ہے حتیٰ کہ اس کے سر کے قریب بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: "اے پاکیزہ روح! اللہ تعالیٰ کی مغفرت اور رضامندی کی طرف نکل۔" آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ روح ایسے آسانی سے نکل پڑتی ہے جیسے

مشکیزے سے پانی کا قطرہ بہہ پڑتا ہے۔ وہ فرشتہ اسے پکڑتا ہے اور اس کے ہاتھ میں روح کو ایک لمحہ بھی نہیں گزرتا کہ دوسرے فرشتے اسے پکڑ لیتے ہیں اور اسے جنت کے لباس اور خوشبو میں لپیٹ لیتے ہیں اور اس سے وہ بہترین کستوری کی خوشبو آنے لگتی ہے جو زمین کی سطح پر موجود ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر وہ فرشتے اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور فرشتوں کے جس گروہ کے پاس سے بھی گزرتے ہیں وہ کہتے ہیں: یہ پاکیزہ روح کون ہے؟ تو وہ کہتے ہیں: یہ فلاں کا بیٹا ہے۔ اور اس کا وہ بہترین نام ذکر کرتے ہیں جس کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا حتیٰ کہ وہ اس کے ساتھ آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں۔ اس کے لیے دروازہ کھول دیا جاتا ہے اور ہر آسمان کے مقرب فرشتے اگلے آسمان تک اس کے ساتھ چلتے ہیں حتیٰ کہ وہ ساتویں آسمان تک پہنچ جاتا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں: میرے بندے کا اعمال نامہ علیین میں رکھ دو اور اسے زمین کی طرف اس کے جسم میں لوٹا دو۔

اور جب کافر کا دنیا سے روانگی اور آخرت کی طرف کوچ کا وقت آتا ہے تو اس کی طرف سیاہ چہرے والے فرشتے اترتے ہیں۔ ان کے پاس (انتہائی بدبودار) ٹاٹ کا کفن ہوتا ہے۔ وہ اس کے قریب سے تا حد نگاہ پھیل کر بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر موت کا فرشتہ آتا ہے حتیٰ کہ اس کے سر کے قریب آکر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: ''اے خبیث روح! نکل کہ تیرا رب تجھ سے بڑا ہی ناراض ہے۔'' اس کی روح جسم سے نکلنا نہیں چاہتی لیکن وہ فرشتہ اسے اس طرح کھینچ کر نکال لیتا ہے جیسے کانٹے دار لوہے کی سلاخ کو گیلی اون سے زور سے کھینچ کر نکالا جاتا ہے۔ وہ اسے پکڑتا ہے اور ایک لمحہ بھی نہیں گزرتا کہ دوسرے فرشتے اسے پکڑ کر اس (سخت بدبودار) ٹاٹ میں لپیٹ دیتے ہیں اور اس سے وہ بدترین مردار کی بدبو آنے لگتی ہے جو سطح زمین پر پائی جاتی ہے۔ پھر وہ اسے لے کر آسمان کی طرف چڑھتے ہیں اور جب بھی فرشتوں کی کسی جماعت کے قریب سے گزرتے ہیں تو وہ دریافت کرتے ہیں کہ یہ کون خبیث روح ہے؟ وہ جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں کا بیٹا فلاں ہے اور اس کا وہ سب سے برا نام بتاتے ہیں جس کے ساتھ اسے دنیا میں پکارا جاتا تھا حتیٰ کہ وہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں اور دروازہ کھلواتے ہیں۔ اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ وَلَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّىٰ يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ﴾ ان کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں داخل ہوں گے یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے۔ (الاعراف:40) پھر اللہ عزوجل فرماتے ہیں: اس کا اعمال نامہ زمین کے نچلے حصے میں سجین میں رکھ دو۔ پھر اس کی روح کو (زمین کی طرف) پھینک دیا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَاءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ أَوْ تَهْوِي

بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ﴾ اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا اور پھر پرندے اسے اچک لیتے ہیں یا پھر ہوائیں اسے کسی گہری کھائی میں گرا دیتی ہیں۔ (الحج:31) پھر اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دیا جاتا ہے۔ (اور فرشتے اس سے سوال و جواب کرتے ہیں)۔ (حسن، الترغیب والترہیب:5139، مسند احمد:287/4)

(ii) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت ہے: جب مومن آدمی کو موت آتی ہے تو اس کے پاس رحمت کے فرشتے سفید ریشمی لباس لے کر آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف نکل۔ (حسن، الترغیب والترہیب:5130)

14۔ موت کو کثرت سے یاد کرنا چاہیے

(i) عقل مند وہ ہے جو موت کو کثرت سے یاد کرے

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا۔ ایک انصاری آدمی آیا اور اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلام عرض کیا اور کہا: اے اللہ کے رسول! مومنوں میں سے کون افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کا اخلاق سب سے اچھا ہے۔ اس نے عرض کیا کون سا مومن سب سے زیادہ عقل مند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو موت کو کثرت سے یاد کرے اور موت کے بعد آنے والے وقت کے لیے خوب اچھی طرح تیاری کرے وہ سب سے زیادہ عقل مند ہے۔ (صحیح سنن ابن ماجہ:4259)

(ii) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کثرت سے موت کو یاد کرنے کا حکم دیا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لذتیں ختم کر دینے والی چیز یعنی موت کو کثرت سے یاد کیا کرو۔ (صحیح سنن ابن ماجہ:4258)

15۔ زندگی کو موت سے پہلے غنیمت جانیں

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ﴾ ”پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے غنیمت جانو! اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے اور اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے اور اپنی تونگری (مالداری) کو اپنی فقیری سے پہلے اور اپنی فراغت کو اپنی مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔“ (صحیح الترغیب للالبانی:3355، مستدرک حاکم:7846، کتاب الرقاق)

16۔ انسان کی امیدیں اس کی عمر سے زیادہ طویل ہیں

(i) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے چوکور خط کھینچا۔ پھر اس کے درمیان میں ایک

خط کھینچا جو چوکور خط سے نکلا ہوا تھا۔ بعد ازاں درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکور کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت سے خط کھینچے اور فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو درمیانی خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک مشکل سے بچ نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔ (بخاری:6417)

(ii) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہمیشہ بوڑھے آدمی کا دل دو باتوں میں جوان ہی رہتا ہے، ایک دنیا کی محبت اور دوسری لمبی امید میں۔ (بخاری:6420)

(iii) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے قریب سے گزرے جب کہ میں اور میری والدہ گھر کی کسی دیوار کو درست کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، اے عبداللہ! یہ کیا ہو رہا ہے؟ میں نے عرض کیا، گھر ٹھیک کر رہے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: موت اس (کے خراب ہونے) سے بھی پہلے جلد آنے والی ہے۔ (صحیح سنن ابوداود:5235)

17۔ اللہ تعالیٰ نے موت اور زندگی کو اچھے عمل کے لیے پیدا کیا ہے

﴿الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ﴾

جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے بہتر عمل میں زیادہ اچھا ہے؟ اور وہی سب پر غالب ہے، بہت حد بخشنے والا ہے۔ (الملک:2)

18۔ بہترین لوگ موت آنے سے پہلے بہترین عمل کرتے ہیں

(i) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تمھیں تمہارے بہترین لوگوں کے بارے میں نہ بتاؤں؟ (وہ لوگ بہترین ہیں) جن کی عمریں طویل ہوں اور سیدھے راستے پر ہوں۔ (صحیحہ:2498)

(ii) سیدنا عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک اعرابی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! لوگوں میں سب سے بہتر شخص کون ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کی عمر لمبی ہو اور عمل نیک ہو۔ (حسن، سنن ترمذی:2329، صحیحہ:1836)

جب موت کا یقین ہو جائے

1۔ جسے موت کا یقین آجائے وہ یوں کہے

2۔ قریب الموت کو کلمۂ شہادت کی تلقین کرنی چاہئے

3۔ قریب المرگ کافر کے پاس اسلام کی دعوت کے لئے جانا چاہئے

4۔ قریب المرگ کو اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہئے

5۔ قریب المرگ کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی آرزو رکھنی چاہئے

6۔ موت سے پہلے ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا چاہئے

7۔ جس کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہو وہ ضرور وصیت کردے

8۔ قریب المرگ شخص کو اللہ تعالیٰ سے سچی توبہ کرنی چاہئے

9۔ گھر والوں کو وفات کے وقت رونے سے روکنا چاہئے

10۔ وارثوں کو سنت کے مطابق کفن دفن کی وصیت کرنی چاہئے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔ جسے موت کا یقین آ جائے وہ یوں کہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وفات سے کچھ دیر پہلے نبی ﷺ پشت سے ان کا سہارا لیے ہوئے تھے۔ آپ رضی اللہ عنہا نے کان لگا کر سنا کہ رسول اللہ ﷺ دعا کر رہے ہیں: ﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ﴾ ''اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم کر اور مجھے میرے رفیق سے ملا دے۔'' (بخاری:4440)

2۔ قریب الموت کو کلمہ شہادت کی تلقین کرنی چاہیے

(i) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَقِّنُوْا مَوْتَاكُمْ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ قریب المرگ آدمی کو ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کی تلقین کیا کرو۔ (مسلم:2123، کتاب الجنائز)

(ii) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ایک انصاری شخص کی عیادت کی تو فرمایا: اے ماموں! ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ کہہ دو۔ (دیکھئے احکام الجنائز ص 20، مسند احمد 3/152)

(iii) سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس کا آخری کلام ﴿لا الٰہ الا اللہ﴾ ہو گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ (صحیح ابو داؤد:3116)

3۔ قریب المرگ کافر کے پاس اسلام کی دعوت کے لئے جانا چاہیے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی لڑکا (عبدوس نامی) نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا تو نبی اکرم ﷺ اس کی مزاج پرسی کے لیے تشریف لائے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: اسلام قبول کر لو۔ چنانچہ اس نے اسلام قبول کر لیا۔ (بخاری:5657)

4۔ قریب المرگ کو اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہیے

(i) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کی وفات سے تین (دن) پہلے سنا آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿لَا یَمُوْتَنَّ اَحَدُكُمْ اِلَّا وَھُوَ یُحْسِنُ بِاللّٰہِ الظَّنَّ﴾ ''تم میں سے کوئی ہرگز فوت نہ ہو مگر صرف اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے اچھا گمان رکھتا ہو۔'' (مسلم:7229)

(ii) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک ایسے نوجوان کے پاس گئے جو قریب المرگ تھا تو آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم اپنے آپ کو کیسا محسوس کرتے ہو؟ تو اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے امید رکھتا ہوں اور اپنے گناہوں سے خائف ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس بندے کے دل میں اس وقت یہ دونوں چیزیں جمع ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اسے وہی عطا فرما دیتے ہیں جس کی وہ امید رکھتا ہے اور اسے اس چیز سے امن بخش دیتے

ہیں جس سے وہ خائف ہوتا ہے۔ (حسن، ابن ماجہ:4261)

5۔ قریب المرگ کو اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی آرزو رکھنی چاہیے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ملنے کو دوست رکھتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو دوست رکھتا ہے اور جو اللہ تعالیٰ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا ہے، اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔'' سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا یا آپ ﷺ کی بعض ازواج نے عرض کیا ''مرنا تو ہم بھی پسند نہیں کرتے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے بلکہ بات یہ ہے کہ ایمان دار آدمی کو جب موت آتی ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوش خبری دی جاتی ہے، اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی جو اس کے آگے (اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کی نعمتیں وغیرہ) ہوتی ہے، اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے، اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی جو اس کے آگے ہوتی ہے، وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ تعالیٰ بھی اس کے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔'' (بخاری:6507)

6۔ موت سے پہلے ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا چاہیے

(i) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ''اگر کسی شخص نے دوسرے کی عزت پر ظلم کیا ہو یا کسی طریقہ سے ظلم کیا ہو تو اسے آج ہی اس دن کے آنے سے پہلے معاف کرا لے جس دن دینار ہوں گے نہ درہم بلکہ اگر اس کا کوئی نیک عمل ہو گا تو اس کے ظلم کے بدلے میں وہی لے لیا جائے گا۔ اور اگر کوئی نیک عمل اس کے پاس نہیں ہو گا تو اس کے ساتھی ''مظلوم'' کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔'' (بخاری:2449)

(ii) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ مفلس شخص کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس درہم و دینار اور مال و متاع نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت میں سے مفلس وہ ہے جو روز قیامت نماز، روزے اور زکوٰۃ کے ساتھ آئے گا لیکن اس نے کسی کو گالی دی ہو گی، کسی پر تہمت لگائی ہو گی، کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا اور کسی کو بے جا مارا ہو گا، اسے بٹھا دیا جائے گا اور اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائیں گی (جن پر اس نے زیادتی کی ہو گی) اور اگر اپنی غلطیوں کا بدلہ دینے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی تو لوگوں سے ان کی غلطیاں لے کر اس پر ڈال دی جائیں گی پھر اسے جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔'' (ترمذی:2418)

(iii) امام البانی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اگر ایسے شخص پر لوگوں کے حقوق (یعنی قرض، امانت، غصب شدہ مال وغیرہ) ہوں

تو اسے چاہئے کہ مستحقین کی طرف انہیں لوٹا دے اور اگر بروقت اس کی طاقت نہ ہو تو وصیت کر دے۔ (احکام الجنائز، ص 12)

7۔ جس کے پاس کوئی قابل وصیت چیز ہو وہ ضرور وصیت کر دے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کے لئے جس کے پاس وصیت کے قابل کوئی بھی مال ہو درست نہیں کہ دو راتیں بھی وصیت کو لکھ کر اپنے پاس محفوظ رکھے بغیر گزارے۔ (بخاری: 2738)

نوٹ:

(i) وصیت ایک تہائی مال سے زیادہ کی نہیں کی جا سکتی۔ (بخاری: 2742)

(ii) ورثاء کے لیے وصیت کرنا جائز نہیں۔ (صحیح ابو داود: 2870)

(iii) وصیت میں ورثاء کو نقصان پہنچانا جائز نہیں۔ (النساء: 12)

8۔ قریب المرگ شخص کو اللہ تعالی سے سچی توبہ کرنی چاہئے

رب العزت کا فرمان ہے:

(i) ﴿وَتُوبُوا إِلَى اللَّهِ جَمِيعًا أَيُّهَ الْمُؤْمِنُونَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾

اے مومنو! تم سب مل کر اللہ تعالی کی طرف توبہ کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔ (النور: 31)

(ii) ﴿وَأَنِ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ﴾

اور یہ کہ اپنے رب سے بخشش مانگو پھر اس کی طرف رجوع کرو۔ (ہود: 3)

(iii) ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا تُوبُوا إِلَى اللَّهِ تَوْبَةً نَصُوحًا﴾

اے ایمان والو! تم اللہ تعالی کے طرف توبہ کرو، خالص توبہ۔ (التحریم: 8)

(iv) سیدنا عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے جیسے اس نے گناہ کیا ہی نہیں۔ (صحیح ابن ماجہ: 4250)

(v) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تم اتنے گناہ کرو کہ تمہارے گناہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر تم توبہ کرو تو اللہ تعالی تمہاری توبہ قبول فرما لیں گے۔ (صحیح ابن ماجہ: 4248)

(vi) توبہ کی قبولیت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ مریض کو موت کا یقین نہ ہوا ہو کیونکہ اگر اس کا آخری وقت آ گیا ہے تو توبہ قبول نہیں ہوگی جیسا کہ اللہ تعالی کا فرمان ہے: ﴿إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِن قَرِيبٍ فَأُولَٰئِكَ يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا (17) وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السَّيِّئَاتِ حَتَّىٰ إِذَا حَضَرَ أَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ إِنِّي تُبْتُ الْآنَ وَلَا الَّذِينَ يَمُوتُونَ وَهُمْ كُفَّارٌ ۚ

﴿أُولَٰئِكَ أَعْتَدْنَا لَهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ اللہ تعالیٰ پر توبہ کا قبول کرنا صرف اُن ہی کے لیے ہے جو نادانی سے برائی کرتے ہیں پھر جلدی ہی اس سے توبہ کرتے ہیں تو یہی لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ مہربان ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی سے سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔ اور توبہ ایسے لوگوں کے لیے نہیں ہے جو برے کام کرتے جاتے ہیں حتیٰ کہ جب اُن میں سے کسی کے پاس موت آجاتی ہے وہ کہتا ہے کہ بلاشبہ اب میں نے توبہ کی اور نہ ہی ان کی توبہ ہے جو اس حال میں مرتے ہیں کہ وہ کافر ہیں، یہی لوگ ہیں جن کے لیے ہم نے بہت دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (النساء:17،18)

(vii) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ﴿إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ﴾ یقیناً اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ قبول کرتا ہے جب تک اس کی روح حلقوم تک نہ پہنچ جائے۔ (مراد یہ ہے کہ جب تک اسے موت کا یقین نہ ہو جائے۔) (صحیح ترمذی:3537)

9۔ گھر والوں کو وفات کے وقت رونے سے روکنا چاہیے

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک میت کو اس کے گھر والوں کے اس پر نوحہ کرنے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ (صحیح بخاری:1292)

10۔ وارثوں کو سنت کے مطابق کفن دفن کی وصیت کرنی چاہیے

(i) سیدنا عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض وفات میں فرمایا: میرے لئے لحد تیار کرنا اور میرے اوپر اچھے طریقے سے کچی اینٹیں لگانا جس طرح رسول اللہ ﷺ (کی قبر) کے ساتھ کیا گیا تھا۔ (مسلم:2240)

(ii) سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی: اگر میں فوت ہو جاؤں تو کسی کو میری وفات کی اطلاع نہ دینا مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ نعی نہ ہو اور بلاشبہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ نعی (جاہلیت کے طریقے پر اعلان وفات) سے منع فرماتے تھے۔ (صحیح ترمذی:986)

(iii) ابو بردہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت یہ وصیت کی: جب تم میرا جنازہ لے کر چلو تو جلدی کرنا، میرے پیچھے آگ مت لے کر چلنا، میری لحد (یعنی بغلی قبر) پر کوئی ایسی چیز نہ رکھنا جو میرے اور مٹی کے درمیان حائل ہو، میری قبر پر عمارت مت بنانا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ میں ہر مصیبت کے وقت اونچی آواز نکالنے والی، پریشانی کے وقت اپنے سر کے بال منڈوانے والی اور آفت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑنے والی عورت سے بری ہوں۔ لوگوں نے کہا: آپ نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ انھوں نے کہا: ہاں!

(میں نے) رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے۔ (حسن۔ احکام الجنائز وبدعہا: ص 18، مستدرک حاکم: 397/4)

نوٹ:

(i) قریب المرگ شخص کو قبلہ رو کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ امام البانی رحمہ اللہ نے اس عمل کو بدعات میں شمار کیا ہے۔ (احکام الجنائز: ص 307)

(ii) قریب المرگ شخص کے قریب سورہ یٰس کی تلاوت کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں اور جن روایات میں یہ بات موجود ہے وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے قابل حجت نہیں۔ امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میت کے قریب سورہ یٰس پڑھنے کی کوئی روایت صحیح نہیں۔ (احکام الجنائز: ص 20)

مثالی موت

1۔ وفات کے وقت کلمہ شہادت پڑھنا

2۔ وفات کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا

3۔ جمعہ کی رات یا دن میں وفات پانا

4۔ جہاد کے لئے نکلنے والے کا راستے میں انتقال کر جانا

5۔ میدانِ جنگ میں شہادت پانا

6۔ طاعون کے مرض سے موت آنا

7۔ پیٹ کی بیماری سے موت آنا

8۔ غرق ہو کر یا ملبے کے نیچے دب کر موت آنا

9۔ سل کی بیماری سے موت آنا

10۔ جل کر، پہلو کے درد (یعنی فالج) سے اور عورت کو دورانِ حمل موت آنا

11۔ جان، مال، اہل وعیال، عزت اور دین کی حفاظت میں موت آنا

12۔ پہرے کی حالت میں موت آنا

13۔ کسی بھی نیک عمل پر موت آنا

14۔ لوگوں کا میت کی تعریف کرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔ وفات کے وقت کلمۂ شہادت پڑھنا

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ﴾ جس کی آخری بات ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ﴾ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (صحیح ابوداود: 3116)

2۔ وفات کے وقت پیشانی پر پسینہ آنا

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اَلْمُؤْمِنُ يَمُوتُ بِعَرَقِ الْجَبِينِ﴾ مومن کی موت پیشانی کے پسینے کے ساتھ ہوتی ہے۔ (یعنی جب مرتا ہے تو شدت سکرات سے پسینہ آ جاتا ہے اور یہ لفظ شدت سے کنایہ ہے خواہ پسینہ آئے یا نہ آئے۔ (صحیح ترمذی: 982)

3۔ جمعہ کی رات یا دن میں وفات پانا

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ أَوْ لَيْلَةَ الْجُمُعَةِ إِلَّا وَقَاهُ اللّٰهُ فِتْنَةَ الْقَبْرِ﴾ جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنہ سے بچا لیں گے۔ (صحیح ترمذی: 1074)

4۔ جہاد کے لئے نکلنے والے کا راستے میں انتقال کر جانا

(i) رب العزت کا فرمان ہے: ﴿وَمَنْ يَخْرُجْ مِنْ بَيْتِهِ مُهَاجِرًا إِلَى اللّٰهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ أَجْرُهُ عَلَى اللّٰهِ﴾ اور جو کوئی اپنے گھر سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی طرف نکل کھڑا ہوا پھر اسے موت نے آلیا تو بھی یقیناً اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ثابت ہو گیا۔ (النساء: 100)

(ii) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے دریافت فرمایا: تم اپنے ساتھیوں میں سے شہید کسے شمار کرتے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایسی صورت میں تو میری امت کے شہداء کی تعداد بہت کم ہوگی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: تو پھر اے اللہ کے رسول! شہداء کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿مَنْ قُتِلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيدٌ﴾ جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں قتل کیا گیا وہ شہید ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے راستہ میں (طلب علم، سفر حج، دوران جہاد) طبعی موت مر گیا وہ بھی شہید ہے۔ (صحیح مسلم: 4940)

5۔ میدان جنگ میں شہادت پانا

(i) رب العزت کا فرمان ہے: ﴿وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَمْوَاتًا ۚ بَلْ أَحْيَاءٌ عِندَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُونَ ﴿١٦٩﴾ فَرِحِينَ بِمَا آتَاهُمُ اللَّهُ مِن فَضْلِهِ وَيَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِم مِّنْ خَلْفِهِمْ أَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ ﴿١٧٠﴾ يَسْتَبْشِرُونَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ وَفَضْلٍ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُؤْمِنِينَ﴾ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کیے گئے انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس پاس رزق دیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل جو انھیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوش ہیں اور خوشیاں منا رہے ہیں ان لوگوں کی بابت جو اب تک ان سے نہیں ملے ان کے پیچھے ہیں ان پر نہ کوئی خوف ہوگا نہ وہ غمگین ہوں گے۔ وہ خوش ہیں اللہ تعالیٰ کی نعمت اور فضیلت پر اور یقیناً اللہ تعالیٰ ایمان والوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔ (آل عمران: 169-171)

(ii) سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ﴿يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ﴾ ''اللہ تعالیٰ قرض کے علاوہ شہید کے سب گناہ معاف کر دیتا ہے۔'' (مسلم: 4883)

(iii) سیدنا مقدام بن معدی کرب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ہاں شہید کے چھے اعزاز ہوتے ہیں (اور وہ یہ ہیں): پہلے ہی لمحے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور اس کو جنت میں اس کا ٹھکانہ دیکھا دیا جاتا ہے۔ عذاب قبر سے محفوظ کر دیا جاتا ہے۔ قیامت کی مصیبت سے محفوظ رہتا ہے۔ اس کے سر پر عزت اور وقار کا تاج رکھا جاتا ہے جس کا صرف ایک ہی یاقوت دنیا اور جو اس میں ہے سب سے قیمتی ہے۔ گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی بہتر (72) حوروں سے اس کی شادی کر دی جاتی ہے، اس کے ستر (70) رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے۔ (ترمذی: 1663)

6۔ طاعون کے مرض سے موت آنا

(i) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿الطَّاعُونُ شَهَادَةٌ لِكُلِّ مُسْلِمٍ﴾ طاعون ہر مسلمان کے لئے شہادت ہے۔ (بخاری: 2830)

(ii) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طاعون کے متعلق پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ ایک عذاب تھا۔ اللہ تعالیٰ جس پر چاہتا اس پر اسے بھیجتا، پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مومنین کے لئے رحمت بنا دیا۔ اب کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا بندہ صبر کے ساتھ اس شہر میں ٹھہرا رہے جہاں طاعون کی وبا پھیل گئی ہو اور وہ یقین رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے لکھ دیا ہے اس کے سوا اسے اور کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا اور پھر طاعون میں اس کا انتقال ہو جائے تو اسے شہید جیسا ثواب ملے گا۔ (بخاری: 5734)

7۔ پیٹ کی بیماری سے موت آنا

(i) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيدٌ﴾ جو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے فوت ہوا وہ شہید ہے۔ (مسلم:4941)

(ii) سیدنا عبداللہ بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سلمان بن صرد رضی اللہ عنہ اور خالد بن عرفطہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا: کیا رسول اللہ نے تمہیں کہا کہ جسے اس کا پیٹ قتل کر دے اسے قبر میں ہرگز عذاب نہیں دیا جائے گا؟ دوسرے نے کہا کیوں نہیں؟ ایک روایت میں ہے کہ (دوسرے نے کہا) تو نے سچ کہا ہے۔ (صحیح نسائی:2053)

8۔ غرق ہو کر یا ملبے کے نیچے دب کر موت آنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: شہید پانچ قسم کے ہوتے ہیں۔ طاعون میں ہلاک ہونے والا، پیٹ کی بیماری میں ہلاک ہونے والا، ﴿وَالْغَرِقُ وَصَاحِبُ الْهَدْمِ﴾ ڈوب کر مرنے والا، ملبے وغیرہ کے نیچے دب کر مر جانے والا اور اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہادت پانے والا۔ (بخاری:2829)

9۔ سل کی بیماری سے موت آنا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سل (یعنی ٹی بی کے) مرض کے باعث موت آنا شہادت ہے۔ (صحیح الجامع:4439)

10۔ جل کر، پہلو کے درد (یعنی فالج) سے اور عورت کو دوران حمل موت آنا

سیدنا جابر بن عتیک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے راستے میں قتل کے سوا سات اور بھی شہید ہیں۔ طاعون کے مرض سے ہلاک ہونے والا شہید ہے، ڈوب کر مر جانے والا شہید ہے، ﴿وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ﴾ ''پہلو کے درد سے'' مر جانے والا شہید ہے، پیٹ کے مرض (یعنی دستوں وغیرہ) سے مر جانے والا شہید ہے، ﴿وَالْحَرِقُ﴾ ''جل کر'' مر جانے والا شہید ہے، کسی ملبے کے نیچے دب کر مر جانے والا شہید ہے اور ﴿وَالْمَرْأَةُ تَمُوتُ بِجُمْعٍ﴾ ''ایسی عورت جو دوران حمل فوت ہو جائے'' شہید ہے۔ (صحیح ابوداؤد:4772)

11۔ جان، مال، اہل وعیال، عزت اور دین کی حفاظت میں موت آنا

(i) سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔ (بخاری:2480)

(ii) سیدنا سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو شخص اپنے مال کی حفاظت میں قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنے گھر والوں کی حفاظت کرتے ہوئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے، جو اپنا دین بچاتے ہوئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے اور جو اپنی جان بچاتے ہوئے قتل کر دیا گیا وہ شہید ہے۔ (ابوداؤد:3993، کتاب السنۃ، باب فی قتال اللصوص)

(iii) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے بتایئے اگر کوئی آدمی میرا مال چھیننا چاہے تو میں کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسے اپنا مال مت دے۔ اس نے کہا: مجھے بتایئے اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو تم بھی اس سے لڑو۔ اس نے کہا مجھے بتایئے اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تو تم شہید ہو۔ اس نے کہا: مجھے بتایئے اگر میں اسے قتل کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تو وہ جہنم میں جائے گا۔ (مسلم: [illegible])

12۔ پہرے کی حالت میں موت آنا

سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ایک دن اور ایک رات سرحد پر پہرہ دینا، ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر (پہرہ دینے والا) فوت ہو گیا تو اس کا وہ عمل جو وہ کر رہا تھا، (آئندہ بھی) جاری رہے گا، اس کے لیے اس کا رزق جاری کیا جائے گا اور وہ (قبر میں سوالات کر کے) امتحان لینے والے سے محفوظ رہے گا۔ (مسلم: [illegible])

13۔ کسی بھی نیک عمل پر موت آنا

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے رضائے الٰہی کے لیے کلمہ لا الٰہ الا اللہ کہا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے رضائے الٰہی کے لیے ایک دن روزہ رکھا، پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس نے رضائے الٰہی کی خاطر کوئی چیز صدقہ کی پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ([illegible])

14۔ لوگوں کا میت کی تعریف کرنا

(i) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک جنازہ گزرا اور لوگوں نے اسے اچھا کہا تو نبی ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ تین بار (یہی) فرمایا۔ پھر دوسرا جنازہ گزرا تو لوگوں نے اسے برا کہا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: واجب ہوگئی۔ تین بار (یہی) فرمایا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں، ایک جنازہ گزرا اور لوگوں نے اسے اچھا کہا آپ ﷺ نے تین بار فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ پھر دوسرا گزرا تو لوگوں نے اسے برا کہا، آپ ﷺ نے تین بار فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ اس کا کیا مطلب ہے (کیا چیز واجب ہوگئی)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ﴾ جس شخص کو تم لوگوں نے اچھا کہا اس کے لیے جنت واجب ہوگئی اور جس کی تم نے برائی کی ہے اس پر دوزخ واجب ہوگئی۔ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ

ہو تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو تم زمین میں اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو۔(مسلم 2200)

(ii) ابوالاسود سے روایت ہے کہ میں مدینہ حاضر ہوا۔ان دنوں وہاں ایک بیماری پھیل رہی تھی۔میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں تھا کہ ایک جنازہ سامنے سے گزرا۔لوگ اس میت کی تعریف کرنے لگے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ واجب ہوگئی۔پھر ایک جنازہ نکلا لوگ اس کی بھی تعریف کرنے لگے،اس مرتبہ بھی آپ نے ایسا ہی فرمایا کہ واجب ہوگئی۔پھر تیسرا جنازہ نکلا اور لوگ اس کی برائی کرنے لگے اور اس مرتبہ بھی آپ نے یہی فرمایا کہ واجب ہوگئی۔ابوالاسود نے بیان کیا کہ میں نے پوچھا کہ امیر المومنین کیا چیز واجب ہوگئی؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے اس وقت وہی کہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان کی اچھائی پر چار شخص گواہی دے دیں،اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔ہم نے کہا:اور اگر تین گواہی دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:تین پر بھی۔پھر ہم نے پوچھا اور اگر دو مسلمان گواہی دیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:دو پر بھی۔پھر ہم نے یہ نہیں پوچھا کہ اگر ایک مسلمان گواہی دے تو کیا؟(بخاری 1368)

موت کے وقت کیا کریں؟

1۔ وفات کے بعد میت کی آنکھیں بند کر دینا

2۔ میت کے لئے دعا کرنا

3۔ میت کو کپڑے سے ڈھانپ دینا

4۔ کفن میں جلدی کرنا

5۔ میت کے چہرے سے کپڑے ہٹانا اور اس کا بوسہ لینا جائز ہے

6۔ میت کے اقرباء صبر کریں اور ﴿انا للہ﴾ پڑھیں

7۔ میت پر نوحہ کرنا اور گال پیٹنا حرام ہے

8۔ میت پر خاموشی سے آنسو بہانا

9۔ نعی یعنی موت کا اعلان منع ہے

10۔ لوگوں کو میت کے لئے استغفار کی تلقین کرنا

11۔ ورثاء میت کا قرض جلد ادا کر دیں

12۔ میت پر بیوی کے سوا کسی کا تین دن سے زائد سوگ نہ منانا

13۔ مرنے والے کو گالیاں دینا منع ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔ وفات کے بعد میت کی آنکھیں بند کر دینا

ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے' انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ '' کی میت '' کے پاس آئے تو ان کی آنکھیں کھلی تھیں' آپ ﷺ نے ان کی آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا: ﴿إِنَّ الرُّوحَ إِذَا قُبِضَ تَبِعَهُ الْبَصَرُ﴾ ''جب روح قبض کی جاتی ہے تو نظر اس کا تعاقب کرتی ہے۔'' (مسلم: 2130)

2۔ میت کے لئے دعا کرنا

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر تشریف لائے اور ان کی آنکھیں بند کیں تو پھر یہ دعا فرمائی: ﴿اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ﴾
'' اے اللہ! ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کو بخش دے اور ان کا درجہ ہدایت والوں میں بلند کر اور تو ان کے پیچھے رہنے والے عزیزوں کی نگرانی فرما، اے تمام جہانوں کے پالنے والے! ہمیں بھی بخش دے اور ان کو بھی، اور ان کی قبر ان کے لئے کشادہ اور روشن کر دے''۔ (مسلم: 2130)

3۔ میت کو کپڑے سے ڈھانپ دینا

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے کہ نبی ﷺ کو ان کی وفات پر ایک یمنی دھاری دار چادر سے ڈھانپ دیا گیا تھا۔ (بخاری: 5813)

حالت احرام میں وفات پانے والے کا چہرہ نہیں ڈھانپا جائے گا

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ایک شخص میدان عرفہ میں (احرام باندھے ہوئے) اپنی سواری سے گر کر فوت ہو گیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کے لئے فرمایا: اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے کر (احرام کے) دو کپڑوں میں کفن دو اور یہ بھی ہدایت فرمائی کہ اسے خوشبو نہ لگاؤ اور نہ اس کا سر (اور چہرہ) چھپاؤ کیونکہ یہ قیامت کے دن ''لبیک'' کہتا ہوا اٹھے گا۔ (بخاری: 1265)

4۔ کفن میں جلدی کرنا

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جنازہ لے کر جلد چلا کرو کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف نزدیک کر رہے ہو اور اگر وہ اس کے سوا ہے تو ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتارتے ہو۔ (بخاری: 1315)

5۔ میت کے چہرے سے کپڑا ہٹانا اور اس کا بوسہ لینا جائز ہے

(i) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنی قیام گاہ "سنح" سے گھوڑے پر آئے اور آ کر اترے پھر مسجد کے اندر گئے۔ کسی سے آپ نے کوئی بات نہیں کی۔ اس کے بعد آپ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں آئے اور رسول اللہ ﷺ کی طرف گئے نعش مبارک ایک یمنی چادر سے ڈھکی ہوئی تھی۔ آپ نے چہرہ کھولا اور جھک کر چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور رونے لگے پھر کہا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! خدا کی قسم اللہ تعالیٰ آپ پر دو مرتبہ موت طاری نہیں کرے گا۔ جو ایک موت آپ کے مقدر میں تھی وہ آپ پر طاری ہو چکی ہے۔ (بخاری:4452،4453)

(ii) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا اور اس وقت وہ فوت ہو چکے تھے حتیٰ کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے آنسو بہہ رہے ہیں۔ (ابوداود:3163)

6۔ میت کے اقرباء صبر کریں اور ﴿إِنَّا لِلَّهِ﴾ پڑھیں

(i) رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ ۗ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ ﴿١٥٥﴾ الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ﴿١٥٦﴾ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوَاتٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُونَ ﴿١٥٧﴾﴾ اور یقیناً ہم تمہیں خوف اور بھوک سے، مالوں، جانوں اور پھلوں کے نقصان میں سے کسی نہ کسی چیز سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو آپ خوشخبری دے دیں۔ وہ لوگ کہ جب کوئی مصیبت اُن پر آتی ہے تو وہ کہتے ہیں: "بے شک ہم اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی جانب لوٹنے والے ہیں۔" یہی لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔ (سورۃ البقرۃ:155-157)

(ii) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو اپنے (فوت شدہ) بچے پر رو رہی تھی۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر۔ تو وہ عورت کہنے لگی کہ تمہیں میری مصیبت کا کیا اندازہ ہے! پس جب آپ ﷺ چلے گئے تو عورت سے کہا گیا کہ بے شک وہ (کہنے والے) اللہ کے رسول ﷺ تھے تو اسے موت کے برابر (صدمہ) نے آ لیا۔ چنانچہ وہ عورت نبی ﷺ کے دروازے پر آئی تو اس نے آپ ﷺ کے دروازے پر دربان نہ پائے۔ کہنے لگی، اے اللہ کے رسول ﷺ میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک صبر تو صدمے کی ابتداء کے وقت ہوتا ہے۔ (بخاری:1283)

ابن حجر رحمہ اللہ: پہلے صدمے کے وقت صبر سے مراد یہ ہے کہ یہی وہ صبر ہے جس پر نوازش و رحمت کی (قرآن مجید میں) بشارت دی گئی ہے۔ (فتح الباری:205/3)

(iii) سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿مَا مِنْ مُسْلِمٍ تُصِيبُهُ مُصِيبَةٌ فَيَقُولُ مَا أَمَرَهُ اللَّهُ: إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا إِلَّا أَخْلَفَ اللَّهُ لَهُ خَيْرًا مِنْهَا﴾

اگر مسلمان پر کوئی مصیبت آئے اور وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ”یقیناً ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہیں اور ہم سب اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں“ پڑھ کر کہے: اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا۔ ”اے اللہ مجھے اس مصیبت کا ثواب دے اور اس کے بدلے میں اس سے بہتر عطا فرما“ تو اللہ تعالیٰ اس کو اس سے بہتر عطا فرماتے ہیں۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ابوسلمہ (ام سلمہ کے شوہر) فوت ہوئے تو میں نے (دل میں) کہا: ابوسلمہ سے افضل کون سا مسلمان ہوگا؟ وہ پہلا گھرانہ ہے جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کی۔ پھر میں نے یہی دعا پڑھی (انا للہ سے خیرا منہا تک) تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کے بدلے رسول اللہ ﷺ عطا فرمائے۔ (مسلم:2126)

(iv) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس مسلمان کے تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ دوزخ میں نہیں جائے گا اور اگر جائے گا بھی تو صرف قسم پوری کرنے کے لیے۔ ابوعبداللہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (قرآن کی آیت یہ ہے) تم میں سے ہر ایک کو دوزخ کے اوپر سے گزرنا ہوگا۔ (بخاری:1251)

(v) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی عورتوں سے فرمایا: تم میں سے جس کے تین بچے مر جائیں اور وہ (عورت) اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لیے صبر کرے تو جنت میں جائے گی۔ ایک عورت بولی کہ یا رسول اللہ ﷺ! اگر دو بچے مریں تو؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو بھی سہی۔ (مسلم:6698)

(vi) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے ہاں میرے اس مومن بندے کے لیے اس کے علاوہ کوئی بدلہ نہیں ہے کہ جب میں اہل دنیا میں سے اس کے محبوب انسان کو فوت کر دوں اور وہ اس کی وفات پر صبر کرے تو اس کے لیے جنت ہے۔ (بخاری:6424)

(vii) سیدنا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب کسی بندے کا لڑکا فوت ہو جاتا ہے (اولاد) تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے: تم نے میرے بندے کے لڑکے (اولاد) کو لے لیا؟ سو وہ کہتے ہیں: ہاں! پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ سو فرشتے کہتے ہیں: ہاں! پھر فرماتا ہے: میرے بندے نے کیا کہا؟ سو فرشتے کہتے ہیں: تیری تعریف کی اور ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ پڑھا۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام بَيْتُ الْحَمْدِ رکھو (یعنی تعریف کا گھر)۔ (جامع ترمذی:1021)

7۔ میت پر نوحہ کرنا اور گال پیٹنا حرام ہے

(i) ام عطیہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں سے بیعت کے وقت یہ عہد لیا تھا کہ ہم نوحہ کریں گی مگر (اس عہد کو) سوائے پانچ عورتوں کے کسی نے پورا نہیں کیا (۱) ام سلیم (۲) ام علاء (۳) ابو سبرہ کی بیٹی جو سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں (۴) دو عورتیں۔ یا یوں کہا کہ ابو سبرہ کی بیٹی اور معاذ کی بیوی اور ایک اور عورت۔ (بخاری:1306)

(ii) سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں بری ہوں جس سے رسول اللہ ﷺ بری ہیں اور بے شک رسول اللہ ﷺ مصیبت کے وقت اونچی آواز نکالنے والی، پریشانی کے وقت اپنے سر کے بال منڈوانے والی اور آفت کے وقت اپنے کپڑے پھاڑنے والی عورت سے بری ہیں۔ (مسلم:287)

(iii) سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے (کسی کی) موت پر رخساروں کو پیٹا، گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کی باتیں کہیں وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری:1294)

(iv) سیدنا ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں جاہلیت (یعنی زمانہ کفر) کی چار چیزیں ہیں کہ لوگ ان کو نہ چھوڑیں گے۔ ایک اپنے حسب پر فخر کرنا۔ دوسرا ایک دوسرے کے نسب پر طعن کرنا۔ تیسرے تاروں سے بارش کی امید رکھنا اور چوتھے یہ کہ بین کر کے رونا۔ اور بین کرنے والی اگر اپنے مرنے سے پہلے توبہ نہ کرے تو قیامت کے دن اس پر گندھک اور خارش (لگانے) والی قمیض ہوگی۔ (صحیح مسلم:2160)

امیر صنعانی رحمہ اللہ: نوحہ کرنے سے مراد یہ ہے کہ مرنے والے کے اوصاف وشمائل گن گن کر بلند آواز سے بیان کرنا اور رونا پیٹنا اور اچھے اور عمدہ کارناموں کو یاد کر کے چیخ وپکار کرنا۔ (سبل السلام:776/2)

گھر والوں کے رونے سے میت کو عذاب ہوتا ہے

(i) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میت کو اس پر نوحہ کئے جانے کی وجہ سے بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ (صحیح بخاری:1292)

(ii) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس پر نوحہ کیا گیا اسے نوحہ کرنے والوں کی وجہ سے عذاب دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری:1291)

ان احادیث پر یہ اشکال واعتراض کیا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿أَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ أُخْرَىٰ﴾ کوئی کسی کے گناہ کا بوجھ اٹھانے والا نہیں۔ جب کہ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی دوسرے کے رونے سے میت عذاب میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ علمائے کرام نے اس اشکال کو مختلف طریقوں سے حل کیا ہے مثلاً اگر مرنے والا خود نوحہ کرتا ہو اور گھر والوں کو اس سے نہ روکتا ہو بلکہ اسے برقرار رکھتا ہو، یا اپنی میت پر نوحہ کرنے کی وصیت کر کے گیا ہو (جیسا کہ یہ عام اہل عرب کی عادت تھی) تب اسے عذاب ہوگا ورنہ نہیں۔ (مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: فتح الباری:500/3)

8۔ میت پر خاموشی سے آنسو بہانا

(i) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں ان کے چہرے پر پڑا ہوا کپڑا کھولتا اور روتا تھا۔ دوسرے لوگ تو مجھے اس سے روکتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ کچھ نہیں کہہ رہے تھے۔ (صحیح بخاری:1244)(صحیح مسلم:6354)

(ii) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کو آئے اور سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف، سعد اور عبداللہ ان کے ساتھ تھے۔ جب آپ ﷺ ان کے پاس آئے تو انہیں بے ہوش پایا، تو آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا انتقال ہو گیا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ رونے لگے۔ لوگوں نے جب آپ ﷺ کو روتے دیکھا تو سب رونے لگے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: سنو، اللہ تعالیٰ آنکھوں کے آنسوؤں پر اور دل کے غم پر عذاب نہیں کرتا، وہ تو اس (آپ ﷺ نے زبان کی طرف اشارہ کیا) کی بنا پر عذاب کرتا ہے یا رحمت کرتا ہے۔ (یعنی جب کلمہ خیر منہ سے نکالے تو رحم کرتا ہے اور جب کلمہ شر نکالے تو عذاب کرتا ہے)۔ (بخاری:1304)

(iii) سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ایک بیٹی کے بچے کو موت و حیات کی کشمکش میں دیکھا تو آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ پھر سعد رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے اس (رونے) کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ رحمت ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا کیا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ان پر ہی رحم فرماتے ہیں جو لوگ خود رحم کرنے والے ہیں۔ (بخاری:1284)

میت پر رونا اس صورت میں جائز ہے کہ جب اس میں نوحہ کی کوئی آمیزش نہ ہو۔ امام البانی رحمہ اللہ اسی کے قائل ہیں۔ (احکام الجنائز ص/31)

9۔ نعی یعنی موت کا اعلان منع ہے

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ موت کے لیے (کھلے عام) اعلان کرنے سے منع فرمایا کرتے تھے۔ (صحیح ترمذی:986)

واضح رہے کہ جس نعی سے شریعت نے منع کیا ہے وہ اہل جاہلیت کا طریقہ ہے، جس کی صورت یہ تھی کہ لوگ موت کی اطلاع دینے والوں کو بھیجتے جو گھروں کے دروازوں اور بازاروں میں اعلان کرتے (اس میں نوحہ ہوتا اور اس کے ساتھ میت کے اوصاف حمیدہ کا بیان ہوتا) جیسا کہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے یہی تعریف بیان کی ہے۔ (فتح الباری:453/3)

اس کے علاوہ محض کسی کی وفات کی اطلاع دینا مباح و درست ہے جیسا کہ نبی ﷺ کی سنت سے ثابت ہے:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجاشی کا جس دن انتقال ہوا اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کے انتقال کی اطلاع دی۔ (بخاری:1333)

10۔ لوگوں کو میت کے لئے استغفار کی تلقین کرنا

(i) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شاہ نجاشی کی وفات کے روز اس کے متعلق لوگوں کو اطلاع دی اور فرمایا: ﴿اِسْتَغْفِرُوْا لِاَخِیْکُمْ﴾ ''اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔'' (بخاری:3880)

(ii) سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امراء کا (یعنی تین امیر نامزد کرکے) لشکر روانہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زید بن حارثہ تمہارے امیر ہوں گے۔ اگر وہ شہید کر دیے جائیں تو جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔ اگر وہ بھی شہید کر دیے جائیں تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ امیر ہوں گے۔۔۔۔۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر چڑھے اور حکم دیا کہ لوگوں کو نماز کے لیے جمع کرنے کے لیے اعلان کیا جائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تمہیں تمہارے اس غزوے والے لشکر کی خبر نہ دوں؟ بلاشبہ وہ گئے اور دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ پھر زید بن حارثہ شہید کر دیے گئے لہٰذا تم اس کے لیے استغفار کرو۔ پس لوگوں نے ان کے لیے استغفار کیا۔ پھر جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے جھنڈا تھام لیا اور قوم کو مضبوط کیا حتیٰ کہ وہ بھی شہید کر دیے گئے، میں ان کی شہادت کی گواہی دیتا ہوں لہٰذا تم ان کے لیے استغفار کرو۔ پھر عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ لیا اور اپنے قدموں کو ثابت کیا حتیٰ کہ وہ بھی شہید کر دیے گئے پس تم ان کے لیے استغفار کرو۔ پھر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا پکڑ لیا۔ وہ امراء میں سے نہیں تھے۔ انہوں نے خود اپنے آپ کو امیر مقرر کیا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا اور کہا: اے اللہ یہ تیری تلواروں میں سے ایک تلوار ہے تو اس کی مدد کر۔ اسی دن سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا نام سیف اللہ رکھ دیا گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نکل پڑو، اپنے بھائیوں کی مدد کرو اور ہرگز کوئی بھی پیچھے نہ رہے۔ لوگ سخت گرمی میں پیدل اور سوار (ہر حال میں) نکل پڑے۔ (امام احمد، مسند احمد: 22993)

11۔ ورثاء میت کا قرض جلد ادا کردیں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿نَفْسُ الْمُؤْمِنِ مُعَلَّقَةٌ بِدَیْنِهِ حَتّٰی یُقْضٰی عَنْهُ﴾ مومن کی جان اس کے قرض کی وجہ سے اٹکی رہتی ہے جب تک کہ اس کی ادائیگی نہ ہو جائے۔ (جامع ترمذی:1078)

12۔ میت پر بیوی کے سوا کسی کا تین دن سے زائد سوگ نہ منانا

(i) سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس اس وقت گئی جب ان کے والد ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے خوشبو منگوائی جس میں خلوق خوشبو کی زردی یا کسی اور چیز کی ملاوٹ تھی، پھر وہ خوشبو ایک لونڈی نے ان کو لگائی اور ام المومنین نے خود اپنے رخساروں پر اسے لگایا۔ اس کے بعد کہا: واللہ! مجھے خوشبو کے استعمال کی کوئی خواہش نہیں تھی لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو جائز نہیں کہ وہ

تین دن سے زیادہ کسی کا سوگ منائے سوائے شوہر کے کہ اس کا سوگ چار مہینے دس دن ہے۔" (بخاری:5334)

(ii) محمد بن سیرین رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا کا ایک بیٹا فوت ہو گیا۔ وفات کے تیسرے روز انہوں نے زرد رنگ کی خوشبو منگوائی اور اسے اپنے بدن پر لگایا اور فرمایا: شوہر کے سوا کسی دوسرے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنے سے ہمیں منع کیا گیا ہے۔ (بخاری:1279)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شرعی طور پر سوگ یہ ہے کہ عورت خوشبو اور زیب و زینت وغیرہ کی چیزیں ترک کر دے۔ (شرح مسلم النووی:439/5)

13۔ مرنے والے کو گالیاں دینا منع ہے

(i) ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مردوں کو برا نہ کہو کیونکہ انہوں نے جیسا عمل کیا اس کا بدلہ پا لیا۔" (بخاری:1393)

(ii) ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: گالی سے تم زندہ لوگوں کو تکلیف دیتے ہو (کیونکہ مرنے والوں سے ان کا قریبی تعلق ہے)۔ (ترمذی:1982)

وفات کے تیسرے اور چالیسویں روز مجالس ذکر

تیسرے روز کی مجالس کے بارے میں سعودی مجلس افتاء نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ یہ کام ان افراد کے ایجاد کردہ ہیں جو اسلام سے جاہل ہیں اور ایسے تمام کام بدعات و خرافات ہونے کی وجہ سے مردود ہیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہماری مہر نہیں تو وہ مردود ہے۔

چالیسویں روز کی مجالس کے متعلق بیان فرماتے ہیں کہ اصل میں یہ عادت فرعونیہ ہے جو قبل از اسلام فراعنہ میں پائی جاتی تھی۔ پھر ان کی طرف سے پھیلتی پھیلتی یہ دوسروں میں بھی سرایت کر گئی۔ یہ منکر بدعت ہے جس کی اسلام میں کوئی دلیل نہیں اور نبی ﷺ کا یہ فرمان بھی اس کا رد کرتا ہے کہ جس نے ہمارے اس دین میں کوئی ایسا کام ایجاد کیا جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔ (فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:153/9)

مردوں پر فاتحہ خوانی کرنا

ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مردوں پر فاتحہ خوانی کے متعلق میرے علم میں سنت سے کوئی دلیل موجود نہیں لہٰذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے کیونکہ عبادات میں اصل ممانعت و حرمت ہے (یعنی انسان از خود کوئی عبادت نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ جس کا حکم دیا گیا ہے) حتیٰ کہ اس کے ثبوت پر کوئی دلیل قائم ہو جائے۔ (فتاوی اسلامیہ:53/2)

مردوں کے لیے قرآن خوانی کروانا

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: اس نیت سے قرآن کی تلاوت کرنا کہ اس کا ثواب میت کو پہنچے گا جائز نہیں کیونکہ

رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق کوئی ثبوت منقول نہیں۔ نبی ﷺ سے صرف اتنا ثابت ہے کہ آپ قبروں کی زیارت کیا کرتے تھے اور مردوں کے لیے دعا کرتے تھے جیسا کہ آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو وہ دعائیں سکھائی ہیں۔ جب قرآن کی قراءت وغیرہ جیسا کوئی کام اس کے اسباب موجود ہونے کے باوجود آپ ﷺ نے نہیں کیا تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ عمل جائز نہیں۔ یہ بات بھی معروف ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی اتباع کرتے رہے۔ وہ مردوں کے لیے زیارت کے وقت بھی دعا کرتے لیکن ان سے یہ بالکل ثابت نہیں ہے کہ انہوں نے کبھی مردوں کے لیے قرآن کی قراءت کی ہو لہٰذا مردوں کے لیے قرآن خوانی بدعت ہے۔

(فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء 9/40،48)

فوت شدہ کو مرحوم کے لقب سے پکارنا

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: میت کو ''مرحوم'' یعنی رحم کیا گیا کے لقب سے پکارنا جائز نہیں بلکہ اس کے لیے صرف یہ کہا جا سکتا ہے ''رحمہ اللہ'' یعنی اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے۔ کیونکہ پہلے جملے کا کہنے والا یہ خبر دے رہا ہے کہ میت پر رحم کر دیا گیا ہے حالانکہ اس کی حقیقت کا علم تو صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہی ہے۔

(فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء 9/141)

غسل میت

1۔ غسل میت واجب ہے
2۔ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں
3۔ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں
4۔ حائضہ عورت غسل دے سکتی ہے
5۔ غسل کے لئے پردے کا اہتمام کرنا چاہئے
6۔ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا
7۔ جنگ میں شہید ہونے والوں کے علاوہ سب کو غسل دیا جائے گا، ان کے کفن اور نماز جنازہ کا اہتمام ہو گا
8۔ نبی ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا تھا
9۔ غسلِ میت کا مسنون طریقہ
10۔ غسل کی اجرت دینے کا حکم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

1۔ غسل میت واجب ہے

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے اس شخص کے متعلق فرمایا جو حالت احرام میں سواری سے گر کر جاں بحق ہو گیا تھا: ﴿اغْسِلُوْهُ بِمَاءٍ وَسِدْرٍ﴾ اسے پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دو۔ (بخاری:1849)

2۔ مردوں کو مرد اور عورتوں کو عورتیں غسل دیں

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم آپ ﷺ کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو اگر تم ضرورت محسوس کرو۔ غسل پانی اور بیری کے پتوں سے دو اور آخر میں کافور (یا کہا کہ) کچھ کافور ڈال لینا اور غسل سے فارغ ہو کر مجھے خبر دے دینا۔ چنانچہ ہم نے جب غسل دے لیا تو آپ ﷺ کو خبر دے دی۔ آپ ﷺ نے ہمیں اپنا ازار دیا اور فرمایا کہ اسے اس کی قمیض بنا دو۔ آپ ﷺ کی مراد اپنے ازار سے تھی۔ (بخاری:1253)

3۔ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کو غسل دے سکتے ہیں

(i) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گئی تو میں تمہیں غسل دوں گا۔ (صحیح ابن ماجہ:1197)

(ii) سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ﴿أَنَّ فَاطِمَةَ أَوْصَتْ أَنْ يُغَسِّلَهَا عَلِيٌّ﴾ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے وصیت کی انہیں سیدنا علی غسل دیں۔ (دارقطنی:7013)

(iii) سیدنا عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا جو سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں، انہوں نے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد غسل دیا پھر انہوں نے وہاں موجود مہاجرین سے دریافت کیا کہ آج سخت سردی ہے، کیا مجھ پر غسل ضروری ہے؟ تو انہوں نے کہا: نہیں۔ (موطا امام مالک، کتاب الجنائز، باب غسل المیت)

(iv) سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: عورت کو غسل دینے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا لوگوں میں سب سے زیادہ مستحق اس کا شوہر ہے۔ (مصنف عبدالرزاق:6124)

4۔ حائضہ عورت غسل دے سکتی ہے

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: حائضہ عورت کے لئے جائز ہے کہ وہ عورتوں کو غسل دے اور انہیں کفن پہنائے۔ وہ اپنے شوہر کو بھی غسل دے سکتی ہے۔ جنازے کو غسل دینے سے حیض کو رکاوٹ نہیں سمجھا جائے گا۔ (فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء:365/8)

5۔ غسل کے لئے پردے کا اہتمام کرنا چاہیے

سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: نہ کوئی مرد کسی مرد کے ستر کو دیکھے اور نہ ہی کوئی

عورت کسی عورت کے ستر کو دیکھے۔ (مسلم 728/ ...: 4818)

6۔ شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ احد کے دو شہید مردوں کو ایک ہی کپڑے میں کفن دیتے اور پوچھتے کہ ان میں قرآن کس نے زیادہ یاد کیا ہے۔ پھر جب کسی ایک کی طرف اشارہ کر دیا جاتا تو لحد میں اسی کو آگے بڑھاتے اور فرماتے جاتے کہ میں ان پر گواہ ہوں: اور آپ ﷺ نے انہیں خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیا نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی نہ ان کو غسل دیا۔ (بخاری: 1347)

7۔ جنگ میں شہید ہونے والوں کے علاوہ سب کو غسل دیا جائے گا، ان کے کفن اور نماز جنازہ کا اہتمام ہوگا

مثلاً طاعون کی بیماری سے فوت ہونے والا، غرق ہو کر مرنے والا، جل کر فوت ہونے والا وغیرہ۔ ان سب کو بالاجماع غسل دیا جائے گا جیسا کہ سیدنا عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم تمام شہید ہیں لیکن انہیں غسل بھی دیا گیا، کفن بھی پہنایا گیا اور ان کی نماز جنازہ بھی ادا کی گئی۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جنگ میں شہید ہونے والوں کے علاوہ سب مسلمان مردوں کو غسل دیا جائے گا اور انہیں کفن پہنایا جائے گا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ (مجموع فتاویٰ ابن عثیمین: 17/89)

8۔ نبی ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیا گیا تھا

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: جب لوگوں نے نبی کریم ﷺ کو غسل دینے کا ارادہ کیا تو انہوں نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں علم نہیں کہ کیا ہم اپنے عام مردوں کی طرح نبی ﷺ کے بھی کپڑے اتار دیں یا آپ ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دیں۔ جب لوگوں میں یہ اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند مسلط کر دی حتیٰ کہ ان میں سے ہر ایک کی ٹھوڑی اس کے سینے میں لگی ہوئی تھی۔ پھر گھر کے ایک کونے سے کسی کلام کرنے والے نے کلام کیا جسے وہ لوگ نہیں جانتے تھے کہ نبی کریم ﷺ کو کپڑوں سمیت غسل دو۔ لہٰذا وہ نبی کریم ﷺ کی طرف بڑھے اور آپ کو آپ کی قمیض سمیت غسل دیا۔ وہ قمیض پر پانی ڈال رہے تھے اور اپنے ہاتھوں سے نہیں بلکہ (آپ ﷺ کی) قمیض کے ساتھ آپ کو مل رہے تھے۔ (سنن ابوداود: 3141)

9۔ غسلِ میت کا مسنون طریقہ

1۔ پیٹ میں موجود نجاست کو خارج کر کے میت کو اچھی طرح پاک کرنے کے لئے غسل سے پہلے میت کے پیٹ پر اچھی طرح ہاتھ پھیرا جائے۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کو غسل دینے لگا تو میں نے وہ چیز دیکھنے کے لئے جو عموماً میت سے خارج ہوتی ہے (یعنی فضلہ وغیرہ) آپ کے جسم پر اچھی طرح ہاتھ پھیر کر دیکھا مگر کچھ نظر نہیں آیا۔ آپ ﷺ جیسے زندگی میں پاک تھے ویسے ہی وفات کے بعد بھی پاک تھے۔ (حاکم: 1/362، احکام الجنائز، ص 188)

2۔ وضو کے اعضاء کو دائیں جانب سے پہلے دھویا جائے

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے غسل کے وقت فرمایا: دائیں جانب سے اور اعضائے وضو سے غسل شروع کرو۔ (بخاری:1255)

3۔ غسل تین یا پانچ یا زیادہ مرتبہ ضرورت کے مطابق دے سکتے ہیں

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس اس وقت تشریف لائے جب ہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحب زادی کو غسل دے رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ غسل دو اگر تم ضرورت محسوس کرو۔ غسل پانی اور بیری کے پتوں سے دو اور آخر میں کافور (یا کہا کہ) کچھ کافور ڈال لینا اور غسل سے فارغ ہو کر مجھے خبر دے دینا۔ چنانچہ ہم نے جب غسل دے لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دے دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اپنا ازار دیا اور فرمایا کہ اسے اس کی قمیض بنا دو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اپنے ازار سے تھی۔ (بخاری:1253)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ غسل دو۔ اور اس میں یہ الفاظ بھی ہیں: اور اسے طاق عدد میں غسل دو۔ (بخاری:1254) اس سے یہ معلوم ہوا کہ میت کو کم از کم تین مرتبہ غسل ضرور دینا چاہئے اور بوقت ضرورت پانچ، سات یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ طاق عدد کا لحاظ رکھتے ہوئے غسل دیا جا سکتا ہے۔

(i) غسل کے لئے بیری کے پتوں کا استعمال صفائی کی غرض سے ہے اس جیسی کوئی چیز مثلاً صابن وغیرہ استعمال کر سکتے ہیں۔ (... ص 84)

(ii) آخری مرتبہ کافور استعمال کرنے کا مقصد یہ ہے کہ میت جلدی متغیر نہ ہو اور موذی جانور قریب نہ آئیں۔

(... 2/ 881)

4۔ غسل کے لئے عورت کے بال کھول دیئے جائیں

سیدہ اُم عطیہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہم نے ان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی) کے بالوں کو کھولا، پھر انہیں دھویا، پھر ان کی تین مینڈھیاں بنا دیں۔ (بخاری:1260)

5۔ میت کے بالوں میں کنگھی کرنا اور عورت کے بالوں کو گوندھنا چاہئے

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے مروی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہم نے ان کے بالوں کو تین مینڈھیوں میں تقسیم کر دیا اور انہیں پشت پر ڈال دیا۔ (بخاری:1263)

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: ہم نے کنگھی کر کے ان کے بالوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا۔ (بخاری:1257)

میت کو مسواک کرانے کا کیا حکم ہے؟

ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی دلیل میرے علم میں نہیں۔ میت کو صرف وضو کرایا جائے گا اور غسل دیا جائے گا اور

اگر کوئی زندہ آدمی کی طرح اسے بھی کلی کے وقت مسواک کرا دے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (مجموع فتاویٰ ابن باز: 115/13)

6۔ غسل دیتے وقت نرمی کو ملحوظ رکھنا چاہیے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میت کی ہڈی کو توڑنا زندہ انسان کی ہڈی کو توڑنے کی طرح ہے۔ (ابوداود: 3207)

7۔ دورانِ غسل قابلِ اعتراض چیز پر پردہ ڈال دینا چاہیے

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے عیب جو چھپائے اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کے عیب چھپائے گا۔ (بخاری: 2442)

سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی میت کو غسل دے اور (کوئی قابل اعتراض چیز دیکھ کر) اس پر پردہ ڈالے رکھے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کے گناہوں پر پردہ ڈال دیں گے۔ (2353)

8۔ میت کو غسل دینے والا بعد میں خود غسل کرے تو مستحب ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص میت کو غسل دے اسے غسل کرنا چاہیے اور جو اسے اٹھائے وہ وضو کرے۔ (ترمذی: 993)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ہم میت کو غسل دیتے تھے تو ہم میں سے کچھ غسل کر لیتے تھے اور کچھ غسل نہیں کرتے تھے۔ (دارقطنی: 72/2)

9۔ (i) میت کی مونچھیں اور ناخن کاٹنا مستحب ہے کیونکہ یہ امور فطرت سے ہیں۔ کسی انسان کو خلافِ فطرت حالت میں رب کے پاس نہیں بھیجنا چاہیے۔

(ii) زیرِ ناف اور بغلوں کے بال چھوڑ دینا بہتر ہے کیونکہ یہ پوشیدہ چیزیں ہیں۔ (مجموع فتاویٰ ابن باز: 114/13)

10۔ غسل دیتے ہوئے سونے کے دانت اُتارنا ممکن ہو تو مال کی حفاظت اور زندہ (ورثاء) کو نفع پہنچانے کے لیے انہیں اُتار لینا چاہیے لیکن اگر اُتارنا مشکل ہو تو انہیں اُن کے حال پر چھوڑ دینے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

(356/8)

10۔ غسل کی اجرت دینے کا حکم

بہتر یہ ہے کہ میت کو وہ غسل دے جو مسلمان حاضرین میں سے ہو اور خالص رضائے الٰہی کے لیے غسل دے اور اگر بعد میں اسے میت کے مال سے یا میت کے اولیاء میں سے کسی کی طرف سے غسل کی اجرت دے دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ ہمیں امید ہے کہ وہ غسل دینے کے اجر و ثواب سے محروم نہیں ہوگا جب کہ اصل (یعنی ابتداء) میں اس نے اجر کی نیت رکھی ہو۔ اور اگر کوئی ایسا آدمی میسر نہ ہو جو صدقہ کرتے ہوئے ہی غسل دے تو اجرت پر آدمی پکڑنا بھی جائز ہے۔ (361/8)

میت کا کفن

1۔ میت کو کفن دینا واجب ہے

2۔ اچھا کفن دینا چاہئے جو میت کو چھپالے

3۔ کفن میت کے ترکے سے دیا جائے گا خواہ صرف اتنا ہو کہ کفن ہی دیا جاسکے

4۔ شہید کے کپڑے ہی اس کا کفن ہیں

5۔ مُحرِم کے لئے احرام کی چادریں ہی کفن ہیں

6۔ سفید رنگ کے کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے

7۔ تین کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے

8۔ مرد اور عورت کے کفن میں کوئی فرق نہیں

9۔ کسی ولی یا پیر کے لباس کا کفن مردے کو عذاب سے نہیں بچا سکے گا

10۔ میت کے کفن اور جسم پر خوشبو لگانا مستحب ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔میت کو کفن دینا واجب ہے

رسول اللہ ﷺ نے حالت احرام میں اپنی سواری سے گر کر فوت ہونے والے کے بارے میں حکم دیا تھا۔

﴿وَ كَفِّنُوْهُ﴾ اور اسے کفن دے دو۔(بخاری:1849)

2۔اچھا کفن دینا چاہیے جو میت کو چھپا لے

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے تو اسے اچھا کفن دینا چاہیے۔(مسلم کتاب الجنائز)

اچھے کفن سے مراد یہ ہے کہ کفن کا کپڑا صاف ستھرا، عمدہ اور وسیع ہو جو جسم کو اچھی طرح ڈھانپ سکے۔اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ کفن کا کپڑا بہت زیادہ قیمتی ہو۔

3۔کفن میت کے ترکے سے دیا جائے گا خواہ صرف اتنا ہو کہ کفن ہی دیا جا سکے

(i) کفن کا انتظام و انصرام میت کے ترکے ہی سے کیا جائے گا خواہ میت کا ترکہ صرف اسی قدر ہی ہو کہ جس سے صرف کفن کا بندوبست ہی کیا جا سکے۔(احکام الجنائز، البانی، ص 78)

(ii) سیدنا عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے سامنے کھانا پیش کیا گیا اور (وہ روزے دار تھے) تو انہوں نے کہا: سیدنا مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ شہید کر دیے گئے اور وہ مجھ سے بہتر تھے۔ایک چادر کے سوا ان کی کوئی ایسی چیز نہیں ملی کہ جس میں انہیں کفن دیا جا سکے اور سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ یا دوسرا شخص شہید ہوا جو مجھ سے بہتر تھا، ایک چادر کے سوا اس کے لیے کوئی ایسی چیز نہ مل سکی جس میں اسے کفن دیا جا سکے۔مجھے تو ڈر لگتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارے چین و آرام کے سامان ہم کو جلدی سے دنیا میں دے دیے گئے ہوں۔پھر وہ رونے لگے۔(بخاری:1274)

(iii) شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ میت کے پورے جسم کو ڈھانپنا واجب نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو نبی اکرم ﷺ دوسرے ساتھیوں سے کپڑا لے کر ان کے جسم کو ڈھانپ دیتے حالانکہ آپ ﷺ نے ایسا کچھ نہیں کیا۔(نیل الاوطار:401/2)

4۔شہید کے کپڑے ہی اس کا کفن ہیں

رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا: انہیں ان کے کپڑوں میں لپیٹ دو۔(نسائی:1802)

5۔محرم کے لئے احرام کی چادریں ہی کفن ہیں

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: محرم کو اس کے ان دو کپڑوں میں پانی اور بیری کے پتوں کے ساتھ غسل دو جن میں اس نے احرام باندھا ہوا تھا اور اسے اس کے احرام کے دو کپڑوں میں ہی کفن دو۔ اسے خوشبو مت لگاؤ اور اس کا سر بھی نہ ڈھانپو کیونکہ اسے روز قیامت احرام کی حالت میں ہی اٹھایا جائے گا۔ (نسائی:1905)

6۔ سفید رنگ کے کپڑے میں کفن دینا مستحب ہے

سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سفید لباس زیب تن کیا کرو، یہ تمہارے ملبوسات میں بہترین اور عمدہ لباس ہے اور اپنے مرنے والوں کو بھی اس میں کفن دیا کرو۔ (ترمذی:994)

7۔ تین کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے

(i) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سحولیہ کے سائتہ، سوتی، سفید رنگ کے تین کپڑوں میں کفن دیا گیا جن میں قمیص اور پگڑی نہیں تھی۔ (بخاری:1264)

(ii) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت میں ہے کہ میں (اپنے والد محترم) ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں (ان کے مرض الموت میں) حاضر ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تم لوگوں نے کتنے کپڑوں کا کفن دیا تھا؟ سیدہ عائشہ نے جواب دیا: تین سفید دھلے ہوئے کپڑوں کا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کفن میں قمیص اور عمامہ نہیں دیا گیا تھا۔

اس روایت میں یہ بھی ہے: اس کے بعد انہوں (ابوبکر رضی اللہ عنہ) نے وہ کپڑا دیکھا جسے آپ بیماری کے دوران پہن رہے تھے۔ اس کپڑے پر زعفران کا دھبہ لگا ہوا تھا۔ انہوں نے فرمایا: میرے اس کپڑے کو دھو لینا اور اس کے ساتھ دو اور ملا لینا پھر مجھے ان کا کفن دے دینا۔ (بخاری:1387)

(iii) مرد کو تین کپڑوں میں کفن دینا مستحب ہے جس میں نہ قمیص ہو نہ عمامہ۔ (المغنی:362/2)

8۔ مرد اور عورت کے کفن میں کوئی فرق نہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو پانچ کپڑوں میں کفن دینے کی روایت صحیح نہیں کیونکہ اس میں نوح بن حکیم ثقفی راوی مجہول ہے۔ (سلسلہ احادیث ضعیفہ:5844)(احکام الجنائز:ص85)

9۔ کسی ولی یا پیر کے لباس کا کفن مردے کو عذاب سے نہیں بچا سکے گا

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب عبداللہ رضی اللہ عنہ کا والد عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) فوت ہوا تو عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا: مجھے اپنی قمیص عطا کر دیجئے میں اپنے والد کو اس میں کفن دوں گا اور اس کی نماز جنازہ پڑھائیے اور اس کے لیے استغفار کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہوں اپنی قمیص دے دی

اور فرمایا: جب تم اسے غسل دے دو تو مجھے اطلاع کر دینا۔ چنانچہ انہوں نے جب اسے غسل دیا تو آپ ﷺ کو اطلاع دے دی۔ آپ ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے تشریف لائے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کو روکا اور کہا: کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکا نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿اسْتَغْفِرْ لَهُمْ أَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ۚ إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾ مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں ان کے لیے بخشش کی دعا مانگوں یا نہ مانگوں۔ (التوبہ: 80) پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما دی: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلَىٰ أَحَدٍ مِّنْهُم مَّاتَ أَبَدًا وَلَا تَقُمْ عَلَىٰ قَبْرِهِ﴾ اور ان میں سے جو کوئی مر جائے اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھو اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہو۔ (التوبہ: 84) اس آیت کے نزول کے بعد آپ ﷺ نے منافقوں کی نماز جنازہ پڑھانی چھوڑ دی۔ (بخاری: 5796)

10۔ میت کے کفن اور جسم پر خوشبو لگانا مستحب ہے

سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میت کو دھونی دو (یعنی خوشبو لگاؤ) تو تین مرتبہ لگاؤ۔ (مسند احمد: 3/331)

جنازہ

1۔ جنازے کو لے کر جلد چلنا چاہئے

2۔ جنازے کے ساتھ چلنا اور کندھا دینا سنت ہے

3۔ جنازے کے آگے اور پیچھے چلنے میں حرج نہیں

4۔ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانا ناپسندیدہ ہے

5۔ گاڑی پر جنازہ لے جانا چند وجوہات کی بناء پر نا جائز ہے

6۔ تدفین کے بعد سوار ہونا بلا کراہت جائز ہے

7۔ جنازے کے ساتھ آگ لے کر جانا منع ہے

8۔ جنازے کے پیچھے گریبان پھاڑنا اور ہلاکت کی دُعا کرنا حرام ہے

9۔ جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا درست ہے

10۔ جنازے کے ساتھ اونچی آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے

11۔ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہو گیا ہے

12۔ خواتین کو جنازے کے ساتھ جانے سے اجتناب کرنا چاہئے

13۔ میت اُٹھانے والے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

بسم الله الرحمن الرحيم

1۔ جنازے کو لے کر جلد چلنا چاہیے

(i) سیدنا ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿أَسْرِعُوا بِالْجَنَازَةِ﴾ جنازہ لے جانے میں جلدی کرو۔ کیونکہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بھلائی کی طرف نزدیک کر رہے ہو اور اگر اس کے سوا ہے تو ایک شر ہے جسے تم اپنی گردنوں سے اتارتے ہو۔ (بخاری:1315)

(ii) سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (جنازے لے کر) تیز چلا کرتے تھے۔ (ابوداؤد:3182)

2۔ جنازے کے ساتھ چلنا اور کندھا دینا سنت ہے

(i) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کا مزاج معلوم کرنا، جنازے کے ساتھ چلنا، دعوت قبول کرنا، اور چھینک پر (اس کے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کے جواب میں) ''یَرْحَمُكَ اللّٰہُ'' کہنا۔ (بخاری:1240)

(ii) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیمار کی عیادت کرو اور جنازے میں شرکت کرو، وہ تمہیں آخرت یاد دلائیں گے۔ (حسن، احکام الجنائز ص 67، صحیحہ 2713)

3۔ جنازے کے آگے اور پیچھے چلنے میں حرج نہیں

(i) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما (بعض اوقات) جنازے کے آگے چلتے تھے اور (بعض اوقات) پیچھے چلا کرتے تھے۔ (احکام الجنائز ص 73، ابن ماجہ 1483)

(ii) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: سوار جنازے کے پیچھے چلے اور پیدل چلنے والا جنازے کے پیچھے، آگے، دائیں، بائیں کسی بھی جانب جنازے کے قریب ہو کر چل سکتا ہے۔ (ابوداؤد:3180)

4۔ جنازے کے ساتھ سوار ہو کر جانا ناپسندیدہ ہے

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک جنازہ کے ساتھ تھے، تو آپ کو سواری پیش کی گئی مگر آپ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا، پھر جب واپس ہوئے اور سواری پیش کی گئی تو آپ سوار ہو گئے۔ اس بارے میں آپ ﷺ سے پوچھا گیا تو فرمایا: ''بے شک فرشتے (جنازے کے ساتھ) چل رہے تھے تو میں ایسا نہ کر سکا کہ وہ چل رہے ہوں اور میں سوار جاؤں، لیکن جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔'' (ابوداؤد:3177)

یاد رہے کہ کراہت کے ساتھ جواز بہرحال موجود ہے جیسا کہ صحیح روایت میں ہے: سوار جنازے کے پیچھے چلے۔

(ابوداؤد:3180)

علامہ البانی رحمہ اللہ نے سوار ہونا جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ کہ جنازے کے پیچھے چلیں۔ (احکام الجنائز ص 96)

5۔ گاڑی پر جنازہ لے جانا چند وجوہات کی بناء پر ناجائز ہے

i۔ جنازے کا مقصد فوت ہو جاتا ہے یعنی کندھا دینا اور پیچھے چلنا۔

ii۔ اس عمل سے جنازے میں کم افراد شریک ہوتے ہیں۔

iii۔ یہ عبادت میں بدعت ہے۔

iv۔ کفار کی عادات میں سے ہے۔

v۔ شریعت کے موافق نہیں۔ (البانی، احکام الجنائز، ص 99-100)

6۔ تدفین کے بعد سوار ہونا بلا کراہت جائز ہے

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازہ کے ساتھ تھے، تو آپ کو سواری پیش کی گئی مگر آپ نے سوار ہونے سے انکار کر دیا، پھر جب واپس ہوئے اور سواری پیش کی گئی تو آپ سوار ہو گئے۔ اس بارے میں آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا: "تحقیق فرشتے چل رہے تھے تو مجھے لائق نہ تھا کہ وہ چل رہے ہوں اور میں سوار جاؤں، جب وہ چلے گئے تو میں سوار ہو گیا۔" (ابوداؤد:3177)

7۔ جنازے کے ساتھ آگ لے کر جانا منع ہے

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جنازے کے ساتھ کوئی آواز یا آگ نہ جائے۔"

(ابوداؤد:3171)

8۔ جنازے کے پیچھے گریبان پھاڑنا اور ہلاکت کی دعا کرنا حرام ہے

سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو چہروں کو پیٹیں، گریبان چاک کریں اور جاہلیت کی باتیں کریں وہ ہم میں سے نہیں۔ (بخاری:1294)

9۔ جنازہ رکھنے سے پہلے بیٹھنا درست ہے

(i) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو جنازے میں شرکت کرے وہ اس وقت تک نہ بیٹھے جب تک کہ جنازہ رکھ نہ دیا جائے۔ (ابوداؤد:3173)

یہ حکم منسوخ ہے۔

(ii) سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت تک کھڑے رہتے جب تک جنازے کو لحد میں نہ رکھ دیا جاتا پھر ایک یہودیوں کا عالم گزرا اور اس نے کہا: اس طرح تو ہم کرتے ہیں۔ تب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹھنا شروع کر دیا اور فرمایا: تم بھی بیٹھا کرو اور ان کی مخالفت کرو۔ (ابوداؤد:3176)

10۔ جنازے کے ساتھ اونچی آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے

سیدنا قیس بن عباد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنازوں کے قریب اونچی آواز کو ناپسند کرتے تھے۔

(بیہقی 4/74)

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: جنازے کے پیچھے چلنے کا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کار یہ تھا کہ ﴿لا الہ الا اللہ﴾ یا کوئی قراءت یا اس کے مثل کسی چیز کی آواز نہ سنی جاتی اور جہاں تک ہمیں علم ہے نہ ہی آپ ﷺ نے اجتماعی طور پر ﴿لا الہ الا اللہ﴾ کہنے کا حکم دیا ہے بلکہ یہ روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ نے جنازے کے پیچھے آواز نکالنے یا آگ لے جانے سے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء 9/ 39)

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جنازے کے ساتھ آواز بلند کرنا مستحب نہیں، نہ قراءت کے ساتھ، نہ کسی ذکر کے ساتھ اور نہ ہی کسی اور چیز کے ساتھ۔ یہی ائمہ اربعہ کا مذہب ہے اور یہی صحابہ و تابعین سے مروی ہے اور اس میں مجھے کسی اختلاف کا بھی علم نہیں۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء 9/ 39)

11۔ جنازہ دیکھ کر کھڑے ہونے کا حکم منسوخ ہو گیا ہے

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جنازے میں ہمیں کھڑا ہونے کا حکم دیا پھر اس کے بعد آپ ﷺ بیٹھنے لگے اور ہمیں بھی بیٹھنے کا حکم دے دیا۔ (ابوداؤد: 3175)

12۔ خواتین کو جنازے کے ساتھ جانے سے اجتناب کرنا چاہئے

سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہمیں (عورتوں کو) جنازے کے ساتھ چلنے سے منع کیا گیا مگر تاکید سے منع نہیں ہوا۔ (بخاری: 1278، مسلم: 938، ابن ماجہ: 1577)

نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے اسلاف کے نزدیک اس حدیث کی وجہ سے عورتوں کا جنازے کے پیچھے جانا مکروہ ہے، حرام نہیں۔ (شرح مسلم للنووی 4/ 251)

13۔ میت اٹھانے والے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو میت کو غسل دے اس کو غسل کرنا چاہیے اور جو میت کو اٹھائے اس کو وضو کرنا چاہیے۔ (ابوداؤد: 3161)

نوٹ: کیا جنازہ ہلکا ہونا اس کی فضیلت ظاہر کرتا ہے؟

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: جو یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اگر جنازہ ہلکا ہو تو میت نیک ہے اور اگر بوجھل ہو تو میت فاسق و فاجر ہے، جہاں تک ہمیں علم ہے شریعت مطہرہ میں اس کی کوئی اصل موجود نہیں ہے۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء 9/ 86)

جنازے پر قرآنی آیات والی چادر ڈالنے کا حکم

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض لوگ جنازے پر ایسی چادریں ڈال دیتے ہیں جن میں قرآنی آیات لکھی ہوئی ہیں انہیں نہ ڈالنا اور ان سے بچنا واجب ہے۔۔۔۔۔ بعض حضرات کا یہ خیال ہے کہ اس سے میت کو فائدہ ہوتا ہے۔ یہ غلطی اور گناہ ہے اور شریعت مطہرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ (مجموع فتاویٰ ابن باز: 13/ 194)

نمازہ جنازہ

1۔نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے

2۔نماز جنازہ کی فضیلت

3۔نماز جنازہ کہاں پڑھی جائے گی؟

4۔خواتین کی نماز جنازہ میں شرکت کا حکم

5۔کیا نماز جنازہ میں اذان یا اقامت ہے؟

6۔نماز جنازہ میں فرض نمازوں کی طرح جماعت واجب ہے

7۔نماز جنازہ کی جماعت کے لیے کم از کم کتنے افراد کی موجودگی ضروری ہے؟

8۔نماز جناہ میں امام کہاں کھڑا ہوگا؟

9۔نماز جنازہ کا کیا طریقہ کار ہے؟

جنازے کی دعائیں:

10۔اگر زیادہ جنازے اکٹھے ہو جائیں

11۔نماز جنازہ پڑھنے کے ممنوع اوقات

12۔کیا نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دُعا مانگی جا سکتی ہے؟

13۔خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ

14۔جسے شرعی حد لگائی جائے اس کی نماز جنازہ

15۔مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ

16۔مردہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ

17۔شہید کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

18۔بے نماز کی نماز جنازہ کا حکم

19۔کفار اور منافقین کی نماز جنازہ یا ان کے لیے دعا و استغفار قطعاً ناجائز ہے

20۔تدفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے

21۔غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

[illegible]

1۔ نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے

(i) قرض والے کا جنازہ پڑھانے سے رسول اللہ ﷺ نے گریز کیا لیکن لوگوں کو حکم دیا۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جب کسی ایسے شخص کا جنازہ لایا جاتا جس پر قرض ہوتا تو آپ دریافت فرماتے: مرنے والے نے قرض کی ادائیگی کے لئے ترکہ چھوڑا ہے یا نہیں؟ اگر کہا جاتا کہ اتنا چھوڑا ہے جس سے اس کا قرض ادا ہو سکتا ہے تو آپ اس کی نماز جنازہ پڑھتے ورنہ مسلمانوں سے کہتے: ﴿صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ﴾ اپنے ساتھی پر تم ہی نماز پڑھ لو۔ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر فتوحات کے دروازے کھول دیے تو آپ ﷺ نے فرمایا: میں مسلمانوں سے ان کی خود اپنی ذات سے بھی زیادہ قریب ہوں۔ اس لیے ان کے مسلمانوں میں سے جو کوئی وفات پائے اور قرض چھوڑے تو اس کی ادائیگی کی ذمہ داری میری ہے اور جو کوئی مال چھوڑے وہ اس کے ورثاء کا ہے۔ (بخاری: 5371)

(ii) سیدنا خالد بن جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کے ساتھیوں میں سے ایک آدمی خیبر کے دن فوت ہو گیا تو لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے اس کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ﴾ اپنے ساتھی کی نماز جنازہ پڑھو۔ یہ سن کر لوگوں کے چہرے متغیر ہو گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک تمہارے ساتھی نے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خیانت کی تھی۔ (راوی کا بیان ہے کہ) پھر ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہم نے یہود کا ایک ہار پایا جس کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔ ([illegible] 2710)

2۔ نماز جنازہ کی فضیلت

(i) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے جنازہ میں شرکت کی پھر نماز جنازہ پڑھی تو اسے ایک قیراط کا ثواب ملتا ہے اور جو دفن تک ساتھ رہا تو اسے دو قیراط کا ثواب ملتا ہے۔ پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے ہوں گے؟ فرمایا کہ دو عظیم پہاڑوں کے برابر۔ (بخاری: 1325)

(ii) ایک روایت میں یہ وضاحت موجود ہے: قیراط احد پہاڑ کے برابر ہے۔ (مسلم، [illegible])

3۔ نماز جنازہ کہاں پڑھی جائے گی؟

1۔ نماز جنازہ کھلی جگہ پر پڑھنی چاہیے

(i) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نجاشی کی وفات کی خبر اسی دن دی جس دن اس کی وفات ہوئی تھی اور انہیں نماز کی جگہ کی طرف نکلا۔ پھر ان کی صف بنائی اور نماز جنازہ میں چار تکبیریں کہیں۔

(بخاری: 1245)

(ii) سنن ابن ماجہ کی روایت میں یہ الفاظ ہیں:

نجاشی فوت ہوا تو رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (نماز جنازہ کے لیے) بقیع کے جنازہ گاہ کی طرف گئے۔ (ابن ماجہ: 1534)

(iii) امام ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمیشہ مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھا کرتے تھے بلکہ آپ کا معمول تھا کہ مسجد سے باہر (جنازہ گاہ) میں جنازہ پڑھتے۔ تاہم بعض اوقات مسجد میں بھی پڑھ لیا کرتے تھے۔ البتہ یہ عمل دونوں طرح جائز ہے۔ (کما ہو صحیح الاحکام شرح بلوغ المرام: 198/3)

2۔ مسجد میں نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے

(i) سیدنا عباد بن عبداللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے حکم دیا کہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا جنازہ مسجد میں لایا جائے تاکہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔ لوگوں نے اس بات پر تعجب کیا تو سیدہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: تم لوگ کتنی جلدی بھول گئے کہ رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن بیضاء رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں ہی پڑھائی تھی۔ (مسلم: 2252)

(ii) سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ مسجد میں پڑھی گئی۔ (موطا: 230/1)

3۔ قبروں کے درمیان نماز جنازہ جائز نہیں

(i) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبروں کے درمیان کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنے سے نبی ﷺ نے منع فرمایا ہے۔ (مجمع طبرانی اوسط: 1/80، احکام الجنائز ص 138)

(ii) سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ساری زمین نماز کی جگہ ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔ (ابن ماجہ: 745)

4۔ خواتین کی نماز جنازہ میں شرکت کا حکم

(i) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تو نبی کریم ﷺ کی بیویوں نے پیغام بھجوایا کہ ان کا جنازہ مسجد میں سے لے کر گزرو تاکہ وہ بھی نماز جنازہ ادا کرلیں۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا اور ان کے حجروں کے آگے جنازہ روک دیا تاکہ وہ اس پر نماز جنازہ ادا کرلیں۔ (مسلم: 2253)

(ii) سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: مرد اور خواتین دونوں کے لیے نماز جنازہ مشروع ہے لیکن خواتین جنازے کے پیچھے نہیں جائیں گی کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء: 417/8)

5۔ کیا نماز جنازہ میں اذان یا اقامت ہے؟

نماز جنازہ سے پہلے نہ اذان ثابت ہے نہ اقامت۔

6۔ نماز جنازہ میں فرض نمازوں کی طرح جماعت واجب ہے

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نماز جنازہ میں اسی طرح جماعت واجب ہے جیسے (دیگر) فرض نمازوں میں جماعت واجب ہے۔اس کا ثبوت دو دلیلیں ہیں:

(i) نبی ﷺ نے ہمیشہ ایسا ہی کیا۔

(ii) آپ ﷺ نے فرمایا: ﴿صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي﴾ اس طرح نماز پڑھو جیسے مجھے پڑھتے ہوئے دیکھو۔ (بخاری: 6008)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اکیلے اکیلے نبی کریم ﷺ کی نماز جنازہ ادا کی، اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ بغیر جماعت کے بھی نماز جنازہ جائز ہے بلکہ وہ ایک خاص معاملہ تھا جس کی وجہ معلوم نہیں لہٰذا اس کی وجہ سے ہم اس عمل کو ترک نہیں کر سکتے جس پر نبی کریم ﷺ اپنی حیات مبارکہ کے ایک طویل حصے میں کاربند رہے۔۔۔ اگر لوگ اکیلے اکیلے نماز جنازہ پڑھ لیں گے تو فرض ساقط ہو جائے گا لیکن جماعت چھوڑنے کی وجہ سے گناہ گار ضرور ہوں گے۔ (واللہ اعلم) (احکام الجنائز وبدعہا ص: 125)

(iv) نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اکیلے اکیلے نماز جنازہ پڑھنا بلا اختلاف جائز ہے لیکن سنت یہ ہے کہ یہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کی جائے جیسا کہ مشہور و صحیح احادیث میں یہ بات موجود ہے اور مسلمانوں کے اجماع کے ساتھ ثابت ہے۔ (المجموع للنووی: 5/314)

7۔ نماز جنازہ کی جماعت کے لیے کم از کم کتنے افراد کی موجودگی ضروری ہے؟

کم از کم تین افراد کی جماعت ثابت ہے۔

عبداللہ بن ابی طلحہ سے روایت ہے: عمیر بن ابی طلحہ فوت ہوئے تو ان کی نماز جنازہ گھر میں ادا کی گئی۔ رسول اللہ ﷺ آگے، ابو طلحہ رضی اللہ عنہ آپ کے پیچھے اور ام سلیم ابو طلحہ کے پیچھے کھڑی ہو گئیں ان کے ساتھ اس کے علاوہ کوئی اور نہ تھا۔ (حاکم: 1/365)

نماز جنازہ کے لیے صفیں طاق ہونا ضروری نہیں

ایسی کوئی دلیل موجود نہیں جس سے معلوم ہوتا ہو کہ صفیں طاق ہونا ضروری ہے۔ لہٰذا حسب ضرورت کم یا زیادہ صفیں بنائی جا سکتی ہیں جیسا کہ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: آج حبش کا ایک نیک آدمی فوت ہو گیا ہے اس لیے آؤ اس کی نماز جنازہ پڑھیں۔ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: پھر ہم نے صفیں بنائیں اور نبی کریم ﷺ نے نماز پڑھائی اور ہم کئی صفوں میں تھے۔ (بخاری: 1320)

8۔ نماز جنازہ میں امام کہاں کھڑا ہو گا؟

امام مرد کے سر کے برابر اور عورت کے درمیان میں کھڑا ہو گا۔

(i) سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھائی تو وہ اس کے سر کے پاس کھڑے ہوئے۔ جب اسے اٹھالیا گیا تو ایک عورت کا جنازہ لایا گیا تو انہوں نے اس کی بھی نماز جنازہ پڑھائی تو وہ اس کے درمیان میں کھڑے ہوئے۔ پھر کسی نے دریافت کیا کہ مرد اور عورت کے جنازے کے لیے جہاں آپ کھڑے ہوئے ہیں رسول اللہ ﷺ بھی اس طرح کھڑے ہوتے تھے؟ تو انہوں نے کہا ہاں۔ (ابوداؤد:3194)

(ii) سیدنا سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں: میں نے نبی ﷺ کی اقتدا میں ایک عورت کا جنازہ پڑھا جو کہ ایام نفاس میں فوت ہوئی تھی۔ تو آپ ﷺ اس کے درمیان کے مقابل کھڑے ہوئے تھے۔ (بخاری:1331)

9۔نماز جنازہ کا کیا طریقہ کار ہے؟

1۔امام چار یا پانچ تکبیریں کہے

(i) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک قبر پر میت کی تدفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی اور اس پر چار تکبیریں کہیں۔ (بخاری:1334)

(ii) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نجاشی کا جس دن انتقال ہوا اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کی وفات کی خبر دی اور آپ ﷺ صحابہ کے ساتھ عیدگاہ گئے۔ پھر آپ نے صف بندی کرائی اور چار تکبیریں کہیں۔ (بخاری:1333)

(iii) سیدنا عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ ہمارے جنازوں پر چار تکبیریں کہتے تھے لیکن ایک جنازے پر انہوں نے پانچ تکبیریں کہیں لہذا میں نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ یہ (یعنی پانچ) تکبیریں بھی کہا کرتے تھے۔ (مسلم، کتاب الجنائز)

چھ اور سات تکبیروں کی دلیل

(i) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: انہوں نے سیدنا سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ کے جنازے پر چھ تکبیریں کہیں اور کہا کہ یہ جنگ بدر میں حاضر تھے۔ (بخاری:4004)

(ii) سیدنا موسیٰ بن عبداللہ بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس پر سات تکبیریں کہیں۔ وہ بدری صحابی تھے۔ (بیہقی [illegible] 4/36)

نو تکبیروں کے دلائل

سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھائی تو اس پر نو تکبیریں کہیں۔ ([illegible] 306)

نماز جنازہ میں تکبیروں کی تعداد میں اگرچہ علماء نے اختلاف کیا ہے لیکن اکثریت نے چار تکبیروں کو ہی ترجیح دی ہے۔

2۔ پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ کی قرأت واجب ہے

(i) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے سورۃ فاتحہ نہ پڑھی اس کی کوئی نماز نہیں۔ (بخاری:756)

(ii) طلحہ بن عبداللہ بن عوف نے فرمایا کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز جنازہ پڑھی تو آپ نے سورۃ فاتحہ (ذرا پکار کر) پڑھی۔ پھر فرمایا کہ تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ یہی طریقہ نبوی ہے۔ (بخاری:1335)

فاتحہ کے بعد کسی سورت کی قرأت افضل ہے

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے (جنازے میں) فاتحہ اور کوئی سورت پڑھی اور اونچی آواز میں قرأت کی پھر جب فارغ ہوئے تو کہا یہ سنت اور حق ہے۔ (احکام الجنائز ص155، البانی)

جنازے میں قراءت سری اور جہری دونوں طرح جائز ہیں

(i) جہری قراءت کی دلیل

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی تو ہم نے آپ کی (جنازے میں پڑھی ہوئی) دعا یاد کر لی۔ (مسلم، کتاب الجنائز)

(ii) سری قراءت کی دلیل

سیدنا ابو امامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نماز جنازہ میں سنت یہ ہے کہ پہلی تکبیر کے بعد ہلکی آواز سے سورۃ فاتحہ پڑھی جائے پھر تین تکبیریں کہی جائیں اور آخری تکبیر کے ساتھ سلام پھیر دیا جائے۔ (صحیح، احکام الجنائز ص142، البانی)

(iii) حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ جنازے کی دعا جہری اور سری دونوں طرح درست ہے۔ (تلخیص الحبیر 2/249)

باقی تکبیروں کے درمیان کیا کرے؟

(i) سیدنا ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے انہیں خبر دی کہ نماز جنازہ میں سنت طریقہ یہ ہے کہ امام تکبیر کہے پھر پہلی تکبیر کے بعد سری طور پر اپنے دل میں سورۃ فاتحہ پڑھے پھر نبی ﷺ پر درود بھیجے اور پھر خالص ہو کر (تیسری) تکبیر میں جنازے کے لئے دعا کرے۔ (بیہقی 4/39، حاکم 1/360)

(ii) دوسری تکبیر کے بعد درود پڑھیں اور تیسری تکبیر کے بعد دعائیں اور چوتھی تکبیر کے بعد سلام پھیر دیا جائے۔ (البانی، احکام الجنائز ص155-156)

جنازے کی دعائیں:

﴿اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ الثَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا

خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ (أَوْمِنْ عَذَابِ النَّارِ)﴾
یا اللہ اس کو بخش دے اور اس پر رحم کر اور اس پر عافیت عطا فرما اور اس کے اترنے کو مکرم بنا دے اور اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اس کو پانی اور برف اور اولوں سے دھو دے اور اس کے گناہوں کو اس طرح صاف کر دے جیسا کہ سفید کپڑا میل کچیل سے صاف ہو جاتا ہے اور اس گھر کے بدلے بہتر گھر عطا فرما اور اس کی بیوی سے بہتر بیوی عطا فرما اور اس کو جنت میں داخل فرما اور عذاب قبر سے بچا اور جہنم کے عذاب سے بچا۔ (مسلم:2232)

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَأُنْثَانَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا اَللّٰهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِيْمَانِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِسْلَامِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَهُ﴾ اے اللہ! ہمارے زندوں اور مرنے والوں کو بخش دے اور چھوٹوں کو اور بڑوں کو، مردوں اور عورتوں کو، حاضر موجود لوگوں کو اور جو موجود نہیں ہیں انہیں بھی بخش دے۔ اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے ایمان کے ساتھ زندہ رکھنا اور جسے تو موت دے اسے اسلام پر موت دینا۔ اے اللہ! ہمیں اس مرنے والے کے اجر سے محروم نہ رکھنا اور اس کے بعد ہمیں گمراہ بھی نہ کر دینا۔ (ابوداؤد:3201)

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِيْ ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ اَللّٰهُمَّ فَاغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾ اے اللہ! فلاں بن فلاں تیرے ذمے اور تیری پناہ میں ہے۔ اسے قبر کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے محفوظ فرما۔ تو وعدہ وفا کرنے والا اور لائق تعریف ہے۔ اے اللہ! اسے بخش دے اور اس پر رحم فرما۔ بے شک تو بے حد بخشنے والا اور نہایت رحم والا ہے۔ (ابوداؤد:3202)

﴿اَللّٰهُمَّ إِنَّهُ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ أَمَتِكَ كَانَ يَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ﴾ اے اللہ! بے شک یہ تیرا بندہ اور تیرے بندے کا بیٹا اور تیری بندی کا بیٹا، اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور تو اس کا حال خوب جانتا ہے۔ اے اللہ! ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور ہمیں اس کے بعد فتنے میں نہ ڈالنا۔ (موطا:2277)

بچے کی میت کی بخشش کے لیے دعا

﴿اَللّٰهُمَّ أَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ﴾ اے اللہ! اسے قبر کے عذاب سے بچا۔ (موطا:158)

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَفَرَطًا وَأَجْرًا﴾ یا اللہ اس بچے کو ہمارے لیے پیشرو، پیش رو اور باعث اجر بنا۔ (بخاری، کتاب الجنائز قبل حدیث:1335)

3۔ آخری تکبیر کے بعد ایک جانب سلام پھیرنا کافی ہے، دونوں جانب بھی پھیر سکتے ہیں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھائی، چار تکبیریں کہیں اور ایک ہی مرتبہ سلام کہا۔ (دارقطنی:2/72، ابن الجارود:1531، بیہقی:4/43، حاکم:1/360)

4۔ چاروں تکبیروں میں رفع یدین کرنا مسنون ہے کیونکہ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ کا یہی عمل تھا۔
(ابن ابی شیبہ، جزء رفع الیدین للبخاری: 148/3)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ کے لئے تکبیر کہی اور پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کیا پھر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ لیا۔ (صحیح ترمذی: 1077، دارقطنی: 192، بیہقی: 284)

10۔ اگر زیادہ جنازے اکٹھے ہوجائیں

جنازے خواہ مردوں اور عورتوں کے ہوں ان سب پر ایک ہی نماز پڑھی جاسکتی ہے۔

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے 9 جنازوں میں نماز اکٹھی پڑھی اور مردوں کو امام کے قریب اور عورتوں کو قبلے کے قریب کرایا۔ (صحیح، احکام الجنائز ص 132، عبدالرزاق: 6337، نسائی: 280/1، دارقطنی: 194)

11۔ نماز جنازہ پڑھنے کے ممنوع اوقات

سیدنا عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تین اوقات سے منع فرمایا کرتے تھے کہ (ان تین اوقات میں) نماز پڑھیں یا ان میں اپنے مردوں کو دفن کریں۔ ایک سورج کے نکلنے تک جب تک کہ سورج بلند نہ ہوجائے، دوسرے ٹھیک دوپہر کے وقت جب تک زوال نہ ہوجائے، اور تیسرے سورج کے غروب ہونے تک جب تک کہ وہ (اچھی طرح) نہ غروب ہوجائے۔ (مسلم: 1929)

12۔ کیا نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا مانگی جاسکتی ہے؟

نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا ثابت نہیں نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت تھی نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی۔ (فتاویٰ علمائے حدیث: 30/2)

13۔ خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ

(i) سیدنا جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس نے تیر کے ذریعے خودکشی کرلی تھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ (مسلم، کتاب الجنائز)

(ii) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کے بارے میں فرمایا: رہی بات میری تو میں اس کا جنازہ نہیں پڑھاؤں گا۔ (نسائی: 1966)

(iii) سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھائی جائے گی لیکن حاکم وقت اس کی نماز نہیں پڑھے گا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کی نماز نہیں پڑھی تھی تاکہ یہ پتہ چل جائے کہ اس کا جرم کتنا بڑا ہے اور لوگ اس عمل سے ڈر جائیں۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء: 394/8)

14۔ جسے شرعی حد لگائی جائے اس کی نماز جنازہ

(i) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ اسلم قبیلے کا ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے زنا کا اعتراف کیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے اعراض کیا حتیٰ کہ اس نے اپنے خلاف چار مرتبہ گواہی دی۔ نبی کریم نے اسے

کہا: کیا تو پاگل ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ پھر اسے رجم کر دیا گیا حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے لیے اچھے کلمات کہے اور پھر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (بخاری:6820)

(ii) سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غامدیہ عورت (جس نے زنا کیا تھا) کے متعلق حکم دیا کہ اسے رجم کر دیا جائے چنانچہ اسے رجم کر دیا گیا: پھر آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اسے دفن کیا گیا۔ (مسلم:1295)

15۔ مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کی نماز جنازہ

سیدنا زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ خیبر کے روز اصحاب نبی ﷺ میں سے ایک شخص وفات پا گیا۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی خبر دی تو آپ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔'' اس سے لوگوں کے چہرے فق ہو گئے۔ آپ نے فرمایا: ''تمہارے اس ساتھی نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہوتے ہوئے خیانت (یا چوری) کی ہے۔'' ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو ہمیں اس میں ایسے موتی ملے جو یہودی لوگ استعمال کرتے تھے (شاید ان کی عورتیں استعمال کرتی ہوں) ان کی قیمت دو درہم بھی نہ تھی۔ (ابوداؤد:2710)

16۔ مردہ پیدا ہونے والے بچے کی نماز جنازہ

(i) سیدنا مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ''بچے کی نماز جنازہ پڑھی جائے اور اس کے والدین کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی جائے۔'' اور ایک روایت میں یہ لفظ ہیں: ناتمام بچے کی نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے۔ (ابوداؤد:3180)

(ii) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس انصار کا ایک (فوت شدہ) بچہ لایا گیا تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (نسائی، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی الصبیان)

(iii) امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات ظاہر ہے کہ ناتمام سے مراد وہ بچہ ہے جس کے چار ماہ مکمل ہو چکے ہوں اور اس میں روح پھونک دی گئی ہو پھر وفات پائے۔ تاہم اس مدت سے پہلے اگر کسی صورت میں ساقط ہو جائے تو اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ وہ میت کہلا ہی نہیں سکتا۔ (احکام الجنائز، ص:105)

17۔ شہید کی نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

(i) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کو ان کے خونوں سمیت دفن کرنے کا حکم دیا۔ (بخاری:1343) شہدائے بدر کے متعلق بھی نماز جنازہ کا کوئی ذکر احادیث میں منقول نہیں حالانکہ اگر آپ ﷺ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی ہوتی تو دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم اسے ضرور بیان کرتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ شہداء کی نماز جنازہ پڑھنی واجب نہیں۔ (نیل الاوطار:2/698، احکام الجنائز وبدعہا، ص:108)

(ii) سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک دن باہر تشریف لائے اور احد کے شہیدوں پر اس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر پڑھی جاتی ہے۔ (بخاری:1344، مسلم:2296، ابوداؤد:3223)

(iii) سیدنا شداد بن ہاد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دیہاتیوں کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہو کر مسلمان ہو گیا۔ کچھ مدت کے بعد لوگ دشمن سے قتال کے لیے گئے۔ اس آدمی کو نبی ﷺ کے پاس لایا گیا تو اسے تیر لگ چکا تھا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے اس کے جبے میں ہی اسے کفن دے دیا اور پھر اس کے آگے کھڑے ہو کر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (صحیح نسائی:1845)

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پڑھنا اور چھوڑنا دونوں ہی طرح درست ہے لیکن پڑھنا ہی افضل ہے۔

(احکام الجنائز ص 108)

18۔ بے نماز کی نماز جنازہ کا حکم

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: اگر کوئی شخص نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے چھوڑتا ہے تو وہ مسلمانوں کے اجماع کے ساتھ کافر ہے اور اگر وہ وجوب کا اعتقاد تو رکھتا ہے لیکن سستی کرتے ہوئے نماز چھوڑتا ہے تو علماء کے اقوال میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ کافر ہے۔ اس قول کے مطابق بے نماز کو نہ غسل دیا جائے گا نہ مسلمان اس کی نماز جنازہ پڑھیں گے نہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا بلکہ اسے کسی خاص جگہ مسلمانوں کے قبرستان سے دور دفن کیا جائے گا۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء 8/410)

19۔ کفار اور منافقین کی نماز جنازہ یا ان کے لیے دعا و استغفار قطعاً ناجائز ہے

(i) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ۭ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا وَهُمْ فٰسِقُوْنَ﴾ اور ان میں سے جو کوئی مر جائے تم اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھنا اور نہ ہی اس کی قبر پر کھڑے ہونا، یقیناً انہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ اس حال میں مرے کہ وہ نافرمان تھے۔ (التوبۃ:84)

(ii) ایک اور جگہ فرمایا: ﴿مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ﴾ نبی کو اور جو لوگ ایمان لائے کبھی جائز نہیں کہ وہ مشرکوں کے لیے مغفرت کی دعا کریں خواہ وہ رشتہ دار ہوں اس کے بعد کہ ان کے لیے واضح ہو چکا کہ یقیناً وہ دوزخ والے ہیں۔ (التوبۃ:113)

20۔ تدفین کے بعد نماز جنازہ پڑھی جا سکتی ہے

(i) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ایسے شخص کی نماز جنازہ پڑھی جسے پچھلی رات دفن

کر دیا گیا تھا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: آپ ﷺ اس کی قبر پر آئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (بخاری:1340)

(ii) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کالے رنگ کا ایک مرد یا ایک کالی عورت مسجد کی خدمت کیا کرتی تھی۔ اس کی وفات ہو گئی لیکن نبی کریم ﷺ کو اس کی وفات کی کسی نے خبر نہیں دی۔ ایک دن آپ ﷺ نے خود یاد کیا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دے رہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کا تو انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم نے مجھے کیوں خبر نہیں دی؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یہ وجہ تھی (یعنی آپ کو تکلیف نہیں دینا چاہتے تھے) گویا لوگوں نے اسے حقیر سمجھ کر قابل توجہ نہ سمجھا لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس کی قبر بتاؤ۔ پھر آپ ﷺ اس کی قبر پر آئے اور اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ (بخاری:1337)

(iii) سیدنا یزید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے (بقیع کے قبرستان میں) ایک عورت کی قبر پر جا کر اس کی نماز جنازہ پڑھی۔ ([illegible])

21۔ غائبانہ نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نجاشی کا جس دن انتقال ہوا اسی دن رسول اللہ ﷺ نے ان کی وفات کی خبر دی اور آپ صحابہ کے ساتھ عیدگاہ گئے۔ پھر آپ نے صف بندی کرائی اور (اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھتے ہوئے) چار تکبیریں کہیں۔ (بخاری:1333)

تدفین

1۔ میت کو دفن کرنا واجب ہے خواہ کافر ہو

2۔ مردوں کو قبرستان میں دفن کرنا چاہئے

3۔ کیا میت کو کسی دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے؟

4۔ قبر کیسی ہو؟

5۔ کیا وفات سے پہلے اپنی قبر کھدوائی جاسکتی ہے؟

6۔ کیا ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو دفن کیا جاسکتا ہے؟

7۔ میت کی تدفین کے کیا احکامات ہیں؟

8۔ تدفین کا طریقہ:

9۔ قبر بنانے کے بارے میں احکامات

10۔ تدفین کے بعد میت کے لئے استغفار اور ثابت قدمی کی دُعا کرنی چاہئے

11۔ کیا میت کو تدفین کے بعد قبر سے نکالا جاسکتا ہے؟

12۔ تین اوقات میں تدفین ممنوع ہے

13۔ رات کو دفن کرنے کا حکم

14۔ انسان کے کٹے ہوئے عضو کا کیا حکم ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔ میت کو دفن کرنا واجب ہے خواہ کافر ہو

(i) سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے قریش کے چوبیس (24) مقتول سردار بدر کے ایک بہت ہی اندھیرے اور گندے کنوئیں میں پھینک دیئے گئے۔ (بخاری:3976)

(ii) سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ ابوطالب مر گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ ان کو گاڑ آؤ! میں نے کہا: وہ تو مشرک مرے ہیں (پس ان کا دفن کرنا کیا ضروری ہے)؟؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جاؤ گاڑ آؤ! جب میں ان کو گاڑ کر آپ کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غسل کر لو۔ (نسائی:190)

2۔ مردوں کو قبرستان میں دفن کرنا چاہیے

(i) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ مردوں کو بقیع کے قبرستان میں دفن کیا کرتے تھے۔

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سنت یہ ہے کہ (مردوں کو) قبرستان میں دفن کیا جائے۔ (احکام الجنائز ص 173)

(ii) انبیاء اور شہداء اس سے مستثنیٰ ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اسی جگہ فوت کرتے ہیں جہاں وہ دفن ہونا پسند کرتے ہیں لہٰذا انبیاء کو ان کی وفات کی جگہ پر ہی دفن کیا جاتا ہے جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کے متعلق اختلاف کیا (کہ آپ کو کہاں دفن کیا جائے)؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سن رکھا ہے جسے میں نے بھلایا نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو وہیں فوت کیا جہاں وہ دفن کیا جانا پسند کرتا تھا۔ اس لیے تم انہیں ان کے بستر کے مقام پر دفن کرو۔ (ترمذی:1018، صحیح الجامع الصغیر 5649)

(iii) معرکے میں قتل ہونے والے شہداء کو ان کی قتل گاہوں میں ہی دفن کیا جاتا ہے انہیں قبرستان کی طرف منتقل نہیں کیا جاتا جیسا کہ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے خلاف جنگ کے لیے مدینہ سے نکلے اور میرے والد محترم "عبداللہ" نے کہا: اے جابر! تجھ پر کوئی حرج نہیں کہ تو اس وقت مدینہ کے مشاہدہ کرنے والوں میں رہے جب تک تجھے ہمارے ساتھ ہونے والے معاملے کا علم نہ ہو جائے۔ اللہ کی قسم! اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنے بعد اپنی کچھ بیٹیاں چھوڑے جا رہا ہوں تو مجھے یہ پسند تھا کہ تجھے میرے سامنے شہید کر دیا جائے۔ جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ دریں اثنا کہ میں مشاہدہ کرنے والوں میں ہی موجود تھا اچانک میری پھوپھی میرے والد اور ماموں (جو شہید ہو چکے تھے) کو لے کر آئیں۔ میں نے انہیں اونٹ پر مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا۔ پھر وہ انہیں ہمارے قبرستان میں دفن کرنے کے لیے مدینہ میں داخل ہوئی کہ ایک آدمی آن پہنچا جو یہ اعلان کر رہا تھا: خبردار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تمہیں حکم دیتے ہیں کہ مقتولوں کو واپس لے آؤ اور انہیں وہیں دفن کرو جہاں انہیں شہید کیا گیا۔ لہٰذا ہم ان دونوں کو واپس لے گئے اور انہیں وہیں دفن کر دیا گیا جہاں انہیں شہید کیا گیا۔ (احکام الجنائز، ص: 176، مسند احمد: 398/3)

(iv) مسلمانوں کو کافروں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 36/2)

(v) کیا تارک نماز کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا جائے گا؟

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: واجب ہے کہ مسلمانوں کے لیے الگ قبرستان مختص کیا جائے اور وہاں ان کے علاوہ دوسروں کو دفن نہ کیا جائے۔ جو شخص نماز نہیں پڑھتا اور وہ تارک نماز ہی فوت ہو جائے تو اسے مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کیا جائے گا کیونکہ نماز کے وجوب کا انکار کرتے ہوئے اسے چھوڑنے والا بالاجماع کافر ہے اور سستی کرتے ہوئے چھوڑنے والا علماء کے اقوال میں سے راجح قول کے مطابق کافر ہی ہے۔

(فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء: 8/9)

3۔ کیا میت کو کسی دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے؟

کسی شرعی عذر کے بغیر تدفین سے پہلے میت کو کسی دوسرے شہر منتقل نہیں کرنا چاہیے۔ کسی حدیث سے یہ بات ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 16/2)

4۔ قبر کیسی ہو؟

1۔ قبر کو گہرا اور صاف ستھرا بنانا چاہیے

(i) سیدنا ہشام بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گڑھا کھودو، گہرا کرو اور اچھی طرح قبر بناؤ۔ (ابوداؤد: 3215)

(ii) امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر کو گہرا وسیع اور عمدہ کھودنا واجب ہے۔ (احکام الجنائز، ص: 181)

2۔ بغلی قبر سیدھی قبر سے افضل ہے

(i) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ﴿اللَّحْدُ لَنَا وَالشَّقُّ لِغَيْرِنَا﴾ ”لحد (بغلی قبر) ہمارے لئے ہے اور شق (سیدھی قبر) دوسروں کے لیے ہے۔“ (ابوداؤد: 3208)

(ii) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر لحد بنائی گئی

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو مدینہ میں ایک آدمی بغلی قبر بناتا تھا اور دوسرا سیدھی قبر بناتا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ ہم استخارہ کرتے ہیں اور ان دونوں کی طرف آدمی بھیج دیتے ہیں۔ ان دونوں میں سے جو بھی رہ گیا ہم اسے پیچھے چھوڑ دیں گے۔ پھر ان دونوں کی طرف پیغام بھیج دیا گیا تو بغلی قبر بنانے والا پہلے

آن پہنچا لہٰذا انھوں نے نبی ﷺ کے لیے بغلی قبر بنائی۔(صحیح ابن ماجہ:1557)

(iii) سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنے مرض الموت میں یہ وصیت کی: ''میرے لئے لحد بنانا اور کچی اینٹیں استعمال کرنا جس طرح رسول اللہ ﷺ کے لیے لحد بنائی گئی اور کچی اینٹیں استعمال کی گئیں۔'' (مسلم، کتاب الجنائز)

(iv) امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بغلی قبر اور سیدھی قبر دونوں کے جواز پر علماء کا اجماع ہے۔(شرح مسلم للنووی:38/4)

3۔ قبر پر کچھ کچی اینٹیں لگانا جائز ہے

(i) سیدنا عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ نے اپنی مرض وفات میں فرمایا: میرے لئے قبر لحد بنانا اور اس پر کچھ کچی اینٹیں لگانا جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کیا گیا۔(مسلم، کتاب الجنائز)

(ii) شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ کچی اینٹیں نصب کرنا مستحب ہے کیونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے اتفاق کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی قبر میں یہی اینٹیں استعمال کی گئی تھیں۔(نیل الاوطار:27/3)

4۔ قبر میں پختہ اینٹ یا کوئی ایسی چیز داخل نہ کی جائے جسے آگ پہنچی ہو

قبر میں نہ تو پختہ اینٹ داخل کی جائے، نہ کوئی لکڑی، نہ کوئی ایسی چیز جسے آگ پہنچی ہو۔(فتاویٰ رسائل:435/3)

5۔ کیا وفات سے پہلے اپنی قبر کھدوائی جا سکتی ہے؟

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وفات سے پہلے اپنی قبر کھودنا درست نہیں کیونکہ نہ تو نبی ﷺ نے ایسا کیا اور نہ ہی اصحاب نے ایسا کیا۔ مزید برآں کہ انسان کو یہ علم بھی نہیں کہ وہ کہاں فوت ہوگا۔ تاہم اگر اس سے آدمی کا مقصود موت کی تیاری ہو تو یہ ایک مستحسن عمل ہوگا۔(احکام الجنائز للالبانی:204)

6۔ کیا ایک قبر میں ایک سے زیادہ افراد کو دفن کیا جا سکتا ہے؟

(i) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے احد کے دو دو شہیدوں کو دفن کرنے میں ایک ساتھ جمع فرمایا تھا۔(بخاری:1345)

(ii) ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے شہدائے احد کے بارے میں فرمایا: ایک قبر میں دو یا تین آدمیوں کو رکھو۔(ابوداؤد:3215)

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: ہر میت کو الگ قبر میں دفن کرنا چاہیے۔ ہاں اگر اس میں کوئی سخت مشقت ہو تو دو یا تین افراد بھی ایک قبر مین دفن کیے جا سکتے ہیں اور قبلہ کی جانب ان میں سے دین کے اعتبار سے افضل شخص کو مقدم کیا جائے گا، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ احد کے روز کیا۔(فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء:435/8)

(iii) عورت اور مرد کو ایک قبر میں دفن کرنا جائز ہے

سیدنا واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: وہ مرد اور عورت ایک ہی قبر میں دفن کرتے اور مرد کو آگے رکھتے اور عورت کو اس کے پیچھے اور ان دونوں کے درمیان مٹی سے ایک پردہ بنا دیتے۔ (حسن، مصنف عبدالرزاق: 474/3)

(iv) ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب کوئی ضرورت پیش آئے مثلاً قتل یا طاعون کی وجہ سے مردوں کی کثرت ہو جائے تو مرد اور عورت کو ایک ہی قبر میں دفن کیا جا سکتا ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن باز: 202/13)

7۔ میت کی تدفین کے کیا احکامات ہیں؟

(1) میت کو صرف مرد ہی قبر میں اُتاریں گے۔

(i) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے آج تک مسلمانوں کا اس پر عمل ہے۔

(ii) مرد اس کام کے لیے زیادہ قوی اور حوصلہ مند ہیں

(iii) عورتیں اگر قبر میں اتاریں تو ان کے جسم کا کوئی حصہ اجنبیوں کے سامنے ظاہر ہو سکتا ہے جو کہ ناجائز ہے۔

(احکام الجنائز للالبانی: 186)

(2) میت کے ولی قبر میں اُتارنے کا زیادہ حق رکھتے ہیں

(i) رب العزت کا ارشاد ہے: ﴿وَأُولُو الْأَرْحَامِ بَعْضُهُمْ أَوْلَىٰ بِبَعْضٍ﴾ اور رشتہ داران میں سے بعض بعض کے زیادہ نزدیک ہیں۔ (الانفال: 75)

(ii) سیدنا علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چار آدمیوں نے قبر میں اُتارا علی رضی اللہ عنہ، عباس رضی اللہ عنہ، فضل رضی اللہ عنہ اور خادم رسول صالح رضی اللہ عنہ نے۔ (حاکم: 362/1)

(3) شوہر اپنی بیوی کو دفن کر سکتا ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع کے قبرستان سے واپس لوٹے اور مجھے تلاش کرنے لگے۔ میرے سر میں درد تھا اور میں یہ کہہ رہی تھی: ہائے میرے سر میں شدید درد ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، بلکہ میرے سر میں بھی درد ہے، اے عائشہ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تو مجھ سے پہلے فوت ہو گئی تو میں تمہیں خود غسل دوں گا، تمہیں کفن پہناؤں گا، تمہاری نماز جنازہ پڑھاؤں گا اور تمہیں دفن کروں گا۔ مسند احمد میں یہ الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے (غسل دے کر کفن پہنا کر تدفین کے لیے) تیار کروں گا اور میں ہی تجھے دفن کروں گا۔ (حسن، سنن ابن ماجہ: 1465، مسند احمد: 144/6)

4) مسلمانوں کو تابوت یا صندوق میں دفن نہیں کرنا چاہیے

اگر ممکن ہو تو مسلمان میت کو نہ تو تابوت میں دفن کرنا چاہیے نہ ہی کسی صندوق وغیرہ میں۔ یہی مسنون طریقہ ہے کیونکہ نہ تو نبی کریم ﷺ سے اور نہ ہی آپ ﷺ کے صحابہ سے منقول ہے کہ انہوں نے میت کو صندوق میں دفن کیا ہو اور خیر اور بھلائی ان کی اتباع میں ہی ہے۔ مزید برآں میت کو صندوق میں دفن کرنے سے کفار و دنیادار اہل ثروت حضرات کی مشابہت بھی ہے حالانکہ موت تو عبرت و نصیحت کا مقام ہے لیکن اگر میت کو تابوت میں دفن کرنے کے بغیر کوئی چارہ ہی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ کے ان فرامین کی وجہ سے کوئی حرج نہیں۔ ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ اور اللہ تعالیٰ نے تم پر دین میں کوئی تنگی نہیں بنائی۔ (الحج:78) ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی وسعت و طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتے۔ (البقرۃ:286)([illegible] 432/6)

(7) غیر عورت کو کون سا مرد قبر میں اُتارے گا؟

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے جنازہ میں حاضر تھے، نبی ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، میں نے دیکھا کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ آپ نے پوچھا کہ کیا یہاں کوئی ایسا آدمی بھی ہے جو آج رات کو عورت کے پاس نہ گیا ہو۔ اس پر ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بولے کہ میں حاضر ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم قبر میں اتر جاؤ۔ انس نے کہا کہ وہ اتر گئے اور میت کو دفن کیا۔ (بخاری:1342)

امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث اُن احادیث میں سے ہے جن سے یہ دلیل پکڑی جاتی ہے کہ صرف مرد ہی دفن کریں گے خواہ میت عورت ہی ہو۔ (المجموع:288/5)

8۔ تدفین کا طریقہ:

(1) میت کو قبر کے قدموں کی جانب سے داخل کیا جائے

(i) ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حارث نے وصیت کی کہ اس کی نماز جنازہ سیدنا عبداللہ ابن یزید رضی اللہ عنہ پڑھائیں۔ چنانچہ انہوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر اسے قبر کے پاؤں کی جانب سے قبر میں داخل کیا اور کہا کہ یہ سنت طریقہ ہے۔ (ابوداؤد:3211)

(ii) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: نبی کریم ﷺ کو آپ کے سر کی جانب (یعنی قبر کے پاؤں کی جانب) سے داخل کیا گیا۔ ([illegible]:54/4)

(2) میت کو قبر میں داخل کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے: جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا تو رسول اللہ ﷺ کہتے: ﴿بِسْمِ اللَّهِ

وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ‌ﷺ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ الفاظ کہتے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی سُنَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ﴾ (ترمذی:1046،ابوداؤد:3213)

(3) میت کا دائیں پہلو قبلہ رُخ رکھا جائے

شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میت کو قبر میں اس طرح لٹانا چاہیے کہ وہ دائیں پہلو پر ہو اور اس کا چہرہ قبلہ رخ ہو۔ (مجموع فتاویٰ ابن باز:13/193)

(4) قبر میں اتارنے کے بعد میت کا چہرہ ننگا کرنے کا حکم

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: ہمیں ایسی کسی دلیل کا علم نہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ میت کو قبر میں داخل کرنے کے بعد اس کا چہرہ ننگا کرنا چاہیے بلکہ شرعی دلائل کا ظاہر یہ بتلاتا ہے کہ میت خواہ مرد ہو یا عورت اس کا چہرہ ننگا نہیں کیا جائے گا۔ کیونکہ اصل یہ ہے کہ جسم کی طرح سارے چہرے کو بھی ڈھانپا جائے گا۔ ہاں اگر آدمی محرم ہو تو اس کا سر اور چہرہ نہیں ڈھانپنا چاہیے۔ (فتاویٰ اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء:8/419)

(5) میت کو قبر میں رکھ کر اذان اور اقامت کہنا بدعت ہے

ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس عمل کے بدعت ہونے میں کوئی شک نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے متعلق کوئی دلیل نازل نہیں فرمائی کیونکہ یہ عمل نہ تو رسول اللہ ﷺ سے منقول ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اور ساری خیر و بھلائی ان کی اتباع اور ان کے راستے پر چلنے میں ہی ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ:2/50)

(6) تدفین کے وقت قبر کے قریب بیٹھنا جائز ہے

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں نکلے۔ ہم قبر تک پہنچ گئے لیکن ابھی تک لحد نہیں بنائی گئی تھی، تو رسول اللہ ﷺ قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھ گئے۔ (ابوداؤد:3212)

(7) دورانِ تدفین عالم کو لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنی چاہیے

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے کے لیے نکلے ہم قبر تک آگئے۔ میت کو ابھی دفن نہیں کیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ ﷺ کے گرد اس طرح خاموشی کے ساتھ بیٹھ گئے گویا ہمارے سروں پر پرندے ہوں۔ آپ ﷺ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ زمین کو کرید رہے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنا سر اٹھایا اور فرمایا: عذابِ قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو۔ آپ ﷺ نے دو یا تین مرتبہ یہ ارشاد فرمایا۔ (مسند احمد:18614)

(8) ہر حاضر شخص کے لیے تین لپ مٹی ڈالنا مستحب ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی کریم ﷺ نے ایک نماز جنازہ پڑھائی پھر آپ ﷺ میت کی قبر کے پاس آئے اور آپ ﷺ نے اس کے سر کی جانب سے تین لپ مٹی ڈالی۔(ابن ماجہ:1565)

9۔قبر بنانے کے بارے میں احکامات

1) قبر پر پانی چھڑکنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے

2) قبر کو ایک بالشت سے زیادہ بلند نہ کیا جائے

سیدنا ابو الہیاج اسدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے مجھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تجھے اس کام کے لئے نہ بھیجوں جس کام کے لیے مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا کہ تم ہر ذی روح کی تصویر کو مٹا دو اور ہر (شرعی مقدار) سے بلند قبر کو برابر کر دو۔(مسلم کتاب الجنائز)

3) قبر کو کوہان نما بنانا مستحب ہے

سیدنا سفیان تمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ کی قبر کو کوہان نما بنا ہوا دیکھا۔(بخاری:1390)

4) قبر پر پتھر یا نشانی لگانا مطلب بن ابی وداعہ سے روایت ہے: جب سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ فوت ہوئے، ان کا جنازہ لے جایا گیا اور انھیں دفن کیا گیا تو نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو پتھر لانے کا حکم دیا۔ جب وہ اسے نہ اٹھا سکا تو نبی ﷺ نے اپنی آستینوں سے کپڑا اٹھایا۔ مطلب کہتے ہیں کہ اس شخص نے بتایا جس نے مجھے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مطلع کیا کہ میں رسول اللہ کی کلائیوں کی سفیدی کا مشاہدہ کر رہا تھا جب آپ ﷺ نے ان پر سے کپڑا اٹھایا۔ پھر آپ ﷺ نے پتھر اٹھایا اور عثمان کے سر کی جانب رکھ دیا اور فرمایا: میں اس کے ذریعے اپنے بھائی کی قبر کو پہچانوں گا اور اپنے گھر والوں میں سے فوت ہونے والوں کو اس کے قریب دفن کروں گا۔(ابوداؤد:3206)

10۔تدفین کے بعد میت کے لئے استغفار اور ثابت قدمی کی دعا کرنی چاہئے

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: نبی ﷺ جب میت کی تدفین سے فارغ ہوتے تو اس پر ٹھہرتے اور فرماتے: اپنے بھائی کے لیے بخشش طلب کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی مانگو یقیناً اب اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔(ابوداؤد:3221)

کیا قبر پر ٹہنی لگائی جا سکتی ہے؟

(i) سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نبی ﷺ کے بارے میں بیان کرتے ہیں: آپ ﷺ کا گزر دو ایسی قبروں پر ہوا جن پر عذاب ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان پر عذاب کسی بہت بڑی بات پر نہیں ہو رہا صرف یہ کہ ان میں ایک شخص پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کیا کرتا تھا۔ پھر آپ ﷺ کھجور کی ایک ہری ٹہنی لی اور اس کے

دو ٹکڑے کر کے دونوں قبروں پر ایک ایک ٹکڑا گاڑ دیا۔ لوگوں نے پوچھا اے اللہ کے رسول! آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ شاید اس وقت تک کے لیے ان پر عذاب کچھ ہلکا ہو جائے جب تک یہ خشک نہ ہوں۔ (بخاری:1361)

(ii) ہمارے لئے قبر پر ٹہنی لگانا اس لئے جائز نہیں کیونکہ ہمیں نبی ﷺ کے برخلاف یہ علم نہیں ہوتا کہ قبر میں موجود آدمی کو عذاب ہو رہا ہے۔ (مجموع فتاوی ابن عثیمین:192/17)

11۔ کیا میت کو تدفین کے بعد قبر سے نکالا جا سکتا ہے؟

میت کو کسی شرعی عذر کی وجہ سے قبر سے نکالا جا سکتا ہے

(i) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو عبداللہ بن ابی (رئیس المنافقین) کو اس کی قبر میں داخل کیا جا چکا تھا لیکن آپ ﷺ کے حکم سے اسے قبر سے نکال لیا گیا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے اپنے گھٹنوں پر رکھ کر لعاب دہن اس کے منہ میں ڈالا اور اپنا کرتہ اسے پہنایا۔ اب اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتے ہیں (غالباً مرنے کے بعد منافق کے ساتھ ایسے سلوک کی وجہ یہ تھی کہ) اس نے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو ایک قمیض پہنائی تھی۔ (بخاری:1350)

(ii) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: میرے والد کے ساتھ قبر میں ایک صحابی دفن تھے لیکن میرا دل اس پر راضی نہیں تھا اس لیے میں نے ان کی لاش نکال کر دوسری قبر میں دفن کر دی۔ (بخاری:1352)

12۔ تین اوقات میں تدفین ممنوع ہے

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: تین اوقات میں رسول اللہ ﷺ ہمیں نماز پڑھنے اور میت کی تدفین سے روکتے تھے اور وہ یہ ہیں: جب آفتاب طلوع ہو رہا ہو، یہاں تک کہ بلند ہو جائے، جب سورج نصف آسمان پر ہو، یہاں تک کہ ڈھل جائے، جس وقت سورج غروب ہونا شروع ہو یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔ (مسلم کتاب صلاۃ المسافرین وقصرھا)

13۔ رات کو دفن کرنے کا حکم

(i) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے مرنے والوں کو رات میں دفن نہ کرو الا کہ تم اس کے لیے مجبور کر دیے جاؤ۔ (ابوداؤد:3148)

(ii) ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رات کو دفن کرنے پر ڈانٹا الا یہ کہ نماز جنازہ ادا کر لی گئی ہو۔ (مسلم کتاب الجنائز)

(iii) معلوم ہوا کہ رات میں میت کو دفن کرنے کی ممانعت صرف اس گمان کی وجہ سے ہے کہ نماز جنازہ میں رات

کے وقت لوگ کم تعداد میں شریک ہوں گے۔ اگر نماز جنازہ دن میں پڑھ لی گئی ہو لیکن کسی عذر کی وجہ سے رات کو دفن کرنا پڑے تو یہ ممنوع نہیں۔ ایک روایت میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رات کے وقت ایک آدمی کو اس کی قبر میں داخل کیا۔ (ابن ماجہ:1520)

امام بخاری لکھتے ہیں: سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو رات کے وقت دفن کیا گیا۔ (بخاری، الجنائز قبل حدیث:1340)

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مذکورہ احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ رات کے وقت دفن کرنا جائز ہے۔

(نیل الاوطار:3/ 30)

14۔ انسان کے کٹے ہوئے عضو کا کیا حکم ہے؟

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے: زندہ انسان کا عضو کٹ جائے یا حد کی وجہ سے کاٹ دیا جائے تو اسے دھویا نہیں جائے گا، نہ نماز جنازہ پڑھی جائے گی بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان یا پاکیزہ زمین میں دفن کر دیا جائے گا۔ (فتاوی اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء: 8/ 448)

قبر میں کیا ہوگا؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔ قبر میں کیا ہوگا؟

(i) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب مردے کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس دو سیاہ رنگ کے فرشتے آتے ہیں، ان کی آنکھیں نیلگوں ہوتی ہیں۔ ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے۔ وہ اس سے دریافت کرتے ہیں کہ اس شخص (یعنی محمد ﷺ) کے بارے میں تو کیا کہتا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ یہ سن کر وہ کہتے ہیں ہمیں علم تھا کہ تو یہی کہے گا۔ پھر اس کی قبر (70) ہاتھ لمبائی میں اور ستر (70) ہاتھ چوڑائی میں کشادہ کر دی جاتی ہے۔ پھر اس کی قبر کو منور کر دیا جاتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے کہ تو سو جا۔ وہ کہتا ہے کہ مجھے اپنے گھر والوں کے پاس جانے دو تا کہ میں انہیں یہ حالات بتا سکوں لیکن وہ کہتے ہیں، تم دلہن کی مانند سو جاؤ جسے اس کے گھر والوں میں سے صرف وہی بیدار کر سکتا ہے جو اس کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو (یعنی اس کا شوہر) حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے اس کی آرام گاہ سے اٹھائیں گے۔ اگر وہ منافق ہو تو کہتا ہے، میں نے لوگوں سے جو باتیں سنیں وہی میں نے بھی کہہ دیں، مجھے کچھ علم نہیں۔ یہ سن کر فرشتے اس سے کہتے ہیں، ہمیں علم تھا کہ تو یہی کہے گا۔ چنانچہ قبر کو حکم دیا جاتا ہے کہ اس پر سکڑ جا تو قبر اس پر سکڑ جاتی ہے اور اس کی پسلیاں آپس میں مل جاتی ہیں۔ وہ ہمیشہ عذاب قبر میں مبتلا رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اسے قبر سے اٹھائیں گے۔ (ترمذی:1071)

(ii) سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مردے کے پاس دو فرشتے (یعنی منکر نکیر) آتے ہیں اس کو (قبر میں) بٹھلاتے ہیں اور سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: میرا رب اللہ تعالیٰ ہے۔ پھر وہ اس سے دریافت کرتے ہیں، تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب دیتا ہے، میرا دین اسلام ہے۔ پھر وہ سوال کرتے ہیں کہ کون شخص تھا جو کہ تم لوگوں کی طرف بھیجا گیا (یعنی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلوم کرتے ہیں) وہ جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ ہیں۔ پھر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ تم کو یہ کہاں سے پتہ چلا؟ وہ جواب دیتا ہے: میں نے کتاب الٰہی (یعنی قرآن کریم) کی تلاوت کی اور اس پر ایمان لایا اور اس کی تصدیق کی۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان: "جو لوگ ایمان لائے اللہ تعالیٰ ان کو ثابت قدمی عطا فرماتا ہے" اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر آسمان سے منادی اعلان کرتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے، جنت سے اس کے لیے بستر بچھا دو اور جنت کا اسے لباس پہنا دو اور جنت کی جانب اس کے لیے ایک دروازہ کھول دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے جنت کی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو پہنچتی رہتی ہے اور اس کی قبر تا حد نگاہ کشادہ کر دی جاتی ہے۔

آپ ﷺ نے کافر کی موت کا ذکر کیا اور فرمایا: اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے اور اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، وہ اس کو بٹھا کر سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دیتا ہے: ہاہا! میں کچھ نہیں جانتا۔ پھر وہ اس سے دریافت کرتے ہیں: تیرا دین کیا ہے؟ وہ جواب میں کہتا ہے، ہاہا! مجھے کچھ علم نہیں۔ پھر وہ دریافت کرتے ہیں کہ وہ شخص کون تھا جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ وہ جواب دیتا ہے، ہاہا! میں نہیں جانتا۔ اس کے بعد منادی آسمان سے آواز لگاتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا ہے، اس کے لیے آگ کا بستر بچھا دو، اسے آگ کا لباس پہنا دو اور جہنم کی جانب اس کے لیے ایک دروازہ کھول دو۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے جہنم کی گرمی اور اس کی زہر آلود ہوا آنے لگتی ہے اور اس کی قبر اس پر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے کے اندر گھس جاتی ہیں۔ پھر اس پر ایک اندھا اور بہرا فرشتہ مقرر کر دیا جاتا ہے جس کے پاس لوہے کا ہتھوڑا ہوتا ہے۔ اگر وہ ہتھوڑا کسی پہاڑ پر مارا جائے تو وہ بھی (ریزہ ریزہ ہو کر) مٹی بن جائے۔ چنانچہ وہ اسے اس کے ساتھ ضرب لگاتا ہے تو اس کی آواز انسانوں اور جنوں کے علاوہ مشرق و مغرب کے مابین ساری مخلوق سنتی ہے اور وہ مٹی ہو جاتا ہے لیکن پھر اس میں دوبارہ روح لوٹا دی جاتی ہے (اور یہ عذاب کا سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا)۔ (ابوداود:4753)

(iii) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن اپنی قبر میں ایک سبز باغ میں ہوتا ہے، اس کی قبر ستر ہاتھ کشادہ کر دی جاتی ہے اور چودھویں کے چاند کی مانند روشن کر دی جاتی ہے۔ آپ ﷺ نے مزید فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! بلاشبہ کافر پر قبر میں ننانوے (99) سانپ مسلط کیے جاتے ہیں۔ ہر سانپ کے ستر منہ ہوتے ہیں اور ہر منہ کے سات سر ہوتے ہیں۔ یہ سانپ کافر کو تا قیامت ڈستے رہیں گے اور زخمی کرتے رہیں گے۔ (الترغیب والترہیب:5114، حسن)

(iv) ایک روایت میں ہے کہ جب مومن آدمی کی قبر کو اس کے لیے تا حد نگاہ کشادہ کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس ایک حسین و جمیل چہرے والا، خوب صورت لباس میں ملبوس آدمی آتا ہے، اس سے عمدہ خوشبو آ رہی ہوتی ہے اور وہ کہتا ہے کہ تو اس چیز کے ساتھ خوش ہو جا جو تجھے اچھی لگتی ہے۔ یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ مومن آدمی اس سے پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے کہ میں تیرا نیک عمل ہوں۔ اس پر مومن کہتا ہے، اے میرے پروردگار! قیامت قائم کر دے، قیامت قائم کر دے۔

اسی طرح جب کافر کی قبر کو اس پر تنگ کر دیا جاتا ہے تو اس کے پاس قبیح چہرے والا، بدترین لباس میں ملبوس آدمی آتا ہے۔ اس سے انتہائی سخت بدبو آ رہی ہوتی ہے۔ وہ کہتا ہے تجھے اس چیز کی بشارت ہے جو تجھے بری لگتی ہے، یہ وہ دن ہے جس کا تجھ سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ کافر اس سے پوچھتا ہے: تو کون ہے؟ تو وہ کہتا ہے، میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ یہ سن کر کافر کہتا ہے، اے میرے پروردگار! قیامت قائم نہ کرنا۔ (الترغیب والترہیب:5119، مسند احمد:287/4)

مومن آدمی کو قبر میں بھی نماز کی فکر ہوتی ہے

سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب (نیک آدمی کی) میت کو قبر میں اتارا جاتا ہے تو اسے سورج یوں دکھایا جاتا ہے جیسے غروب ہونے والا ہو۔ وہ اپنی آنکھیں ملتا ہوا بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: مجھے چھوڑ دو، میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں۔ (سنن ابن ماجہ:4272)

2۔ قبر سے زیادہ کوئی وحشت ناک منظر نہیں

(i) سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے۔ آپ ﷺ نے خطبے میں قبر کے فتنے کا ذکر کیا کہ جس میں انسان مبتلا ہوتا ہے۔ جب آپ ﷺ اس کا ذکر کر رہے تھے تو مسلمانوں کی ہچکیاں بندھ گئیں۔ (بخاری:1373)

(ii) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا کہ وہ تمھیں عذاب قبر (کی چیخ و پکار اور وحشت ناک آوازیں) سنوائے۔ (مسلم:7214)

(iii) سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر کے پاس کھڑے ہوتے تو اس قدر روتے کہ آنسوؤں سے داڑھی تر کر لیتے۔ ان سے کہا گیا کہ جنت اور جہنم کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ نہیں روتے مگر قبر (کے ڈر) سے رو رہے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک قبر آخرت کی گھاٹیوں میں سے پہلی گھاٹی ہے۔ اگر کوئی شخص اس میں کامیاب ہو گیا تو اس کے بعد والی گھاٹی اس سے زیادہ آسان ہوگی اور اگر اس میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس سے بعد والی گھاٹی اس سے زیادہ سخت ہوگی۔ مزید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے قبر سے زیادہ کبھی کوئی وحشت ناک منظر نہیں دیکھا۔ (ترمذی:2308)

(iv) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم قبروں میں دجال کے فتنے کے قریب یا اس کی مثل آزمائے جاؤ گے۔ (مسلم:2003)

(v) سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: اے لوگو! میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں، میں تم پر شفقت کرنے والا ہوں، تم قبر کی وحشت سے بچنے کے لیے رات کی تاریکی میں اٹھ کر نماز (تہجد) پڑھا کرو۔ (حلیۃ الاولیاء لابی نعیم:1/165)

3۔ قبر میں میت کو اس کا آخری مقام صبح و شام دکھایا جاتا ہے

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اسے اس کا ٹھکانہ صبح و شام دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ جنتی ہو تو جنت والوں میں اور اگر وہ دوزخی ہو تو دوزخ والوں میں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا ٹھکانہ ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تجھے روز قیامت اٹھائیں گے۔ (بخاری:1379)

4۔عذاب قبر برحق ہے

(i) سیدہ عائشہ ﷞ بیان کرتی ہیں کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی۔ اس نے عذاب قبر کا ذکر شروع کر دیا۔ اس نے سیدہ عائشہ ﷞ سے کہا: اللہ تجھے عذاب قبر سے محفوظ رکھے۔ اس پر سیدہ عائشہ ﷞ نے رسول اللہ ﷺ سے عذاب قبر کے بارے میں دریافت کیا: آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: ہاں عذاب قبر حق ہے۔ (بخاری:1372)

(ii) امام نووی ﷫ فرماتے ہیں: جان لو! اہل السنہ کا مذہب یہ ہے کہ عذاب قبر ثابت ہے۔ (شرح مسلم للنووی:18/152)

(iii) شیخ ابن عثیمین ﷫ فرماتے ہیں: قرآن کے ظاہر، واضح سنت اور مسلمانوں کے اجماع کے ساتھ عذاب قبر ثابت ہے۔ (مجموع فتاویٰ ابن عثیمین:17/455)

5۔قبر کے لیے تیاری کرلو

سیدنا براء بن عازب ﷜ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک جنازے میں شریک تھے۔ آپ ﷺ قبر کے کنارے بیٹھ گئے اور رونے لگے حتیٰ کہ آنسوؤں سے مٹی تر ہوگئی۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: اے میرے بھائیو! اس مقام کے لیے تیاری کرلو۔ (ابن ماجہ:4195)

6۔عذاب قبر سے پناہ مانگتے رہنا چاہیے

(i) سیدنا ابوہریرہ ﷜ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:

﴿اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ﴾ اے اللہ! میں عذاب قبر سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور دوزخ کے عذاب سے اور زندگی اور موت کی آزمائشوں سے اور دجال کے فتنے سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ (بخاری:1377)

(ii) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عذاب قبر برحق ہے۔ سیدہ عائشہ ﷞ فرماتی ہیں: پھر میں نے کبھی ایسا نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے کوئی نماز پڑھی ہو اور اس میں عذاب قبر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو۔ (بخاری:1372)

(iii) خالد بن سعید بن العاص ﷜ کی صاحب زادی بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی ﷺ کو سنا، آپ ﷺ عذاب قبر سے پناہ مانگ رہے تھے۔ (بخاری:1376)

7۔قبر کے فتنے سے کون محفوظ رہ سکتا ہے؟

(i) اللہ تعالیٰ کے راستے میں شہید ہونے والا

سیدنا راشد بن سعد ﷜ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے ایک صحابی نے بیان کیا کہ ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! تمام مسلمانوں کو قبر میں آزمایا جاتا ہے لیکن شہید کو کیوں نہیں آزمایا جاتا؟ آپ ﷺ نے

فرمایا: اس کے لیے (راہ جہاد میں) سر پر چمکتی ہوئی تلواروں کی آزمائش ہی کافی ہے۔ (نسائی:2064)

(ii) راہ جہاد میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہونے والا

سیدنا فضالہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر فوت ہونے والے کے عمل کا ثواب ختم کر دیا جاتا سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو۔ اس کے عمل کا اجر اسے تا قیامت ملتا رہتا ہے اور وہ فتنۂ قبر سے بھی محفوظ رہتا ہے۔ (ترمذی:1621)

(iii) جمعہ کی رات یا جمعہ کے دن میں فوت ہونے والا

سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات فوت ہو اللہ تعالیٰ اسے فتنۂ قبر سے بچالیں گے۔ (ترمذی:1074)

8۔ عذاب قبر سے کون محفوظ رہے گا؟

(i) پیٹ کی بیماری سے ہلاک ہونے والا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جسے پیٹ (کی تکلیف) قتل کر دے اسے عذاب قبر نہیں ہوگا۔ (نسائی:2063)

(ii) کثرت سے سورۃ الملک کی تلاوت کرنے والا

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: سورۃ تبارک (یعنی سورۃ الملک) عذاب قبر سے روکنے والی ہے۔

(سلسلہ صحیحہ:1140 حسن)

رسول اللہ ﷺ ہر رات سونے سے پہلے سورۃ الملک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ (ترمذی:3404)

تعزیت

1۔ تعزیت کرنا مشروع ہے

2۔ تعزیت کرنے کی فضیلت

3۔ تعزیت کے الفاظ

4۔ تعزیت کے لیے جانے والے کو ان دعاؤں کی تلقین کرنی چاہیے

5۔ تعزیت کے دوران چیخنا چلانا اور کپڑے پھاڑنا درست نہیں

6۔ تعزیت کے لیے دنوں کی حد مقرر نہیں

7۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا مستحب ہے

8۔ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجنا مسنون ہے

9۔ تعزیت کے لیے ایک جگہ اکٹھے ہونے اور میت کے گھر والوں کے کھانا تیار کرنے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نوحہ شمار کرتے تھے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔تعزیت کرنا مشروع ہے

سیدنا قرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیٹھتے تو آپ کے صحابہ کی ایک جماعت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھتی۔ان میں ایک ایسے آدمی بھی ہوتے جن کا ایک چھوٹا بچہ ان کی پیٹھ کے پیچھے سے آتا تو وہ اسے اپنے سامنے (گود میں) بٹھا لیتے۔(چنانچہ کچھ دنوں بعد) وہ بچہ فوت ہو گیا۔تو اس آدمی نے اپنے بچے کی یاد میں محفل میں آنا بند کر دیا اور رنجیدہ رہنے لگا۔جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے نہیں پایا تو پوچھا: کیا بات ہے میں فلاں کو نہیں دیکھ رہا ہوں؟ لوگوں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کا چھوٹا بچہ جس کو آپ نے دیکھا تھا وہ مر گیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی (موت کی) خبر پر اس کی تعزیت کی پھر فرمایا: اے فلاں! تمہیں کون سی بات زیادہ پسند ہے، یہ کہ تم اس سے عمر بھر فائدہ اٹھاتے یا یہ کہ (جب) تم قیامت کے روز جنت کے کسی دروازہ پر جاؤ تو اسے اپنے سے پہلے وہاں پہنچا ہوا پاؤ، وہ تمہارے لئے دروازہ کھول رہا ہو؟ تو اس نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ وہ جنت کے دروازہ پر مجھ سے پہلے پہنچے اور میرے لئے دروازہ کھول رہا ہو۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے لیے ایسا ہی ہوگا۔(سنن نسائی:2090)

2۔تعزیت کرنے کی فضیلت

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اپنے کسی مومن بھائی کو مصیبت میں تسلی دی تو اللہ تعالیٰ اسے ایسا سبز لباس پہنائیں گے جس کے ذریعے روز قیامت اس پر رشک کیا جائے گا۔(حسن، سلسلہ صحیحہ، ص 206)

3۔تعزیت کے الفاظ

تعزیت کے لیے ایسے تمام الفاظ استعمال کیے جا سکتے ہیں جن کے ذریعے تسلی ہو جائے، غم رک جائے اور صبر آ جائے۔البتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ ثابت ہیں:

(i) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ میرے بیٹے کا آخری وقت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائیں۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام بھیجا اور پیغام دیا: ﴿إِنَّ لِلّٰهِ مَا أَخَذَ وَلَهُ مَا أَعْطَى وَكُلٌّ عِنْدَهُ بِأَجَلٍ مُسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ﴾ "یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور جو اس نے دیا تھا اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے۔لہٰذا صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔" (بخاری:1284، مسلم:2135)

(ii) سیدنا ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ میں ان سے تعزیت کی: ﴿اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَبِي سَلَمَةَ وَارْفَعْ دَرَجَتَهُ فِي الْمَهْدِيِّينَ وَاخْلُفْهُ فِي

عَقِبِهِ فِي الْغَابِرِينَ وَاغْفِرْ لَنَا وَلَهُ يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ ، وَافْسَحْ لَهُ فِي قَبْرِهِ وَنَوِّرْ لَهُ فِيهِ﴾ اے اللہ! اس کو بخش دے اور ہدایت یافتہ لوگوں میں اس کا درجہ بلند فرما اور باقی لوگوں میں سے اس کا جانشین مقرر فرما۔ یارب العالمین ہمیں اور اس کو بخش دے اور اس کی قبر میں اس کے لیے کشادگی فرما اور اس میں اس کے لیے روشنی فرما۔ (مسلم: 2130)

4۔ تعزیت کے لیے جانے والے کو ان دعاؤں کی تلقین کرنی چاہیے

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر مسلمان پر کوئی مصیبت آئے اور وہ اللہ تعالی کے حکم کے مطابق ﴿إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ﴾ ''یقیناً ہم اللہ تعالی کے ہیں اور یقیناً ہم اُسی کی طرف لوٹنے والے ہیں'' پڑھ کر کہے: ﴿اللَّهُمَّ أْجُرْنِي فِي مُصِيبَتِي وَأَخْلِفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا﴾ ''اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر دے اور میرے لئے اس کا نعم البدل عطا فرما'' تو اللہ تعالی اس کو اس سے بہتر عطا فرماتے ہیں۔ (مسلم: 2127)

5۔ تعزیت کے دوران چیخنا چلانا اور کپڑے پھاڑنا درست نہیں

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ ہم میں سے نہیں کہ جو اپنے منہ پر مارے اور گریبان پھاڑے یا زمانہ جاہلیت کی چیخ و پکار کرے۔ (بخاری: 1294)

6۔ تعزیت کے لیے دنوں کی حد مقرر نہیں

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ تعزیت کی حد تین ایام مقرر نہیں کی جائے گی کہ اس سے تجاوز نہیں کیا جا سکتا بلکہ جب کوئی تعزیت کے لیے آنے میں فائدہ دیکھے تو وہ چلا آئے۔ بلاشبہ نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ نے تین روز کے بعد بھی تعزیت کی ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: نبی ﷺ نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی وفات پر تین روز تک لوگوں کو آنے جانے کی مہلت دی۔ پھر تین دن بعد نبی ﷺ سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کے اہل خانہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ آج کے بعد میرے بھائی پر رونا دھونا نہ ہو (یعنی کوئی سوگ نہ کرے)۔

(احکام الجنائز وبدعہا: ص 209، سنن ابی داود: 1750)

سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے کہ تعزیت کے لیے وقت معین کرنا یا اس کے لیے تین ایام مقرر کرنا بدعت ہے۔

(فتاویٰ اسلامیہ: 2/44)

7۔ یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرنا مستحب ہے

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے عبداللہ کو اٹھایا۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے میرے سر پر تین مرتبہ ہاتھ پھیرا اور ہر مرتبہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا: اے اللہ! جعفر کی اولاد میں اس کا جانشین بنا۔ (احکام الجنائز: ص 212، سنن ابی داود: 1760)

8۔ میت کے گھر والوں کے لیے کھانا بھیجنا مسنون ہے

سیدنا عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر موصول ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے

فرمایا تھا: آلِ جعفر کے لیے کھانا تیار کرو بلاشبہ انہیں ایک ایسا معاملہ درپیش ہے جس نے انہیں مشغول کر دیا ہے۔
(ترمذی:998)

9۔ تعزیت کے لیے ایک جگہ اکٹھے ہونے اور میت کے گھر والوں کے کھانا تیار کرنے کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نوحہ شمار کرتے تھے

(i) سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے فرمایا: ہم لوگ میت والوں کے ہاں جمع ہونے کو اور (جمع ہونے والوں کے لیے) کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے۔ (ابن ماجہ:1612)

(ii) تعزیت سعودی مجلس افتاء کا فتویٰ ہے کہ میت کے گھر والوں کا (تعزیت کی غرض سے آنے والوں کے لیے) کھانا تیار کرنا جائز نہیں۔ (فتاویٰ اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیۃ والافتاء:149/9)

قبروں کی زیارت

1۔ قبروں کی زیارت مشروع ہے

2۔ خواتین قبروں کی زیارت کرسکتی ہیں

3۔ کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے

4۔ صرف عبرت کے لیے مشرک کی قبر کی زیارت کی جاسکتی ہے

5۔ قبروں کی زیارت کے آداب

6۔ قبروں پر کون سے کام جائز نہیں؟

7۔ کافر کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے کیا کرنا چاہیے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔قبروں کی زیارت مشروع ہے

سیدنا بریدہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا پس محمد ﷺ کو ان کی والدہ کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے لہٰذا تم بھی قبروں کی زیارت کیا کرو یقیناً یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔(مسلم:2261/977:1054)

سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے تمھیں قبروں کی زیارت سے روکا تھا پھر تم ان کی زیارت کرو کیونکہ ان میں عبرت ہے۔(حاکم 1/376)

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نصیحت حاصل کرنے اور آخرت کو یاد کرنے کی غرض سے قبروں کی زیارت جائز ہے، بشرطیکہ زیارت کرنے والا قبروں کے نزدیک کوئی ایسا کام نہ کرے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب ہو مثلاً اہل قبر سے دعا مانگنا یا اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس سے مدد طلب کرنا یا اس کا تزکیہ بیان کرنا یا اس کے لیے قطعی طور پر جنت کا اعلان کرنا وغیرہ۔(احکام الجنائز ص 227)

2۔خواتین قبروں کی زیارت کرسکتی ہیں

(i) سیدنا عبداللہ بن ابی ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ایک روز سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قبرستان سے آئیں تو میں نے عرض کیا: اے ام المومنین آپ کہاں سے تشریف لائی ہیں؟ انھوں نے کہا: عبدالرحمٰن بن ابی بکر کی زیارت کرکے۔ میں نے کہا: کیا رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع نہیں کیا؟ انھوں نے جواب دیا: ہاں لیکن پھر ان کی زیارت کی اجازت دے دی تھی۔ اور ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بلاشبہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کی زیارت کی رخصت دے دی تھی۔(دیکھیے احکام الجنائز ص 230، حاکم 1/376)

(ii) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی ﷺ سے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول! جب میں قبروں کی زیارت کروں تو کیا کہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم یہ دعا پڑھا کرو۔ ﴿اَلسَّلَامُ عَلٰی اَھْلِ الدِّیَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَیَرْحَمُ اللّٰہُ الْمُسْتَقْدِمِیْنَ مِنَّا وَالْمُسْتَاْخِرِیْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَلَاحِقُوْنَ﴾ مومنوں اور مسلمانوں میں سے ان ٹھکانوں میں رہنے والوں پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہم سے آگے جانے والوں اور بعد میں آنے والوں پر رحم کرے، اور ہم ان شاء اللہ ضرور تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔(مسلم:2256)

(iii) سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کا گزر ایک عورت پر ہوا جو قبر کے پاس (بیٹھی ہوئی) رو رہی تھی تو آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر۔''(بخاری:1283)

اس حدیث پر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب قائم کیا ہے: ﴿باب زیارۃ القبور﴾ قبروں کی زیارت کا بیان

3۔کثرت سے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ﴿لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ﴾ اللہ کے رسول ﷺ نے قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔(ابن ماجہ:1574)

امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (خواتین کے لیے) کثرت سے زیارت کرنا جائز نہیں۔(احکام الجنائز،ص 235)

4۔صرف عبرت کے لیے مشرک کی قبر کی زیارت کی جاسکتی ہے

(i) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی والدہ کی قبر کی زیارت کی تو آپ ﷺ رو پڑے اور اپنے اردگرد موجود صحابہ رضی اللہ عنہم کو بھی رلا دیا۔پھر آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے اپنے رب تعالیٰ سے اپنی والدہ کے لیے استغفار کرنے کی اجازت طلب کی لیکن مجھے اس کی اجازت نہیں دی گئی۔پھر میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کی قبر کی اجازت مانگی تو اس نے اجازت دے دی۔(مسلم:2259)

(ii) شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ دلیل موجود ہے کہ غیر مسلم قریبی رشتہ دار کی قبر کی زیارت جائز ہے۔(نیل الاوطار:62/3)

5۔قبروں کی زیارت کے آداب

1) زیارت کرنے والے کو قبلے کی طرف رخ کرکے کھڑے ہونا چاہیے

سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں ہے: ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے ہم قبر کے پاس پہنچے تو ابھی تک لحد نہیں بنی تھی۔پس نبی ﷺ قبلہ رخ ہو کر بیٹھ گئے اور ہم بھی آپ کے ساتھ بیٹھ گئے۔(ابو داؤد:3212)

2) اہل قبور کے لیے دعا کی جاسکتی ہے

(i) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے: نبی ﷺ بقیع کے قبرستان کی طرف تشریف لے جاتے اور ان کے لیے دعا کرتے۔پھر عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان کے لیے دعا کروں۔(صحیح، احکام الجنائز، ص 239، احمد 252/6)

(ii) ایک روایت میں ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے جاتے اور وہاں جا کر اہل قبور کے لیے یوں دعا فرماتے: ﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِأَهْلِ بَقِيْعِ الْغَرْقَدِ﴾ اے اللہ بقیع الغرقد والوں کی مغفرت فرما۔(مسلم:2255)

(iii) زیارت قبور کے مقاصد میں سے یہ بھی ہے کہ میت کو اس پر سلام اور اس کے لیے دعا واستغفار کے ساتھ اسے نفع پہنچایا جائے۔(احکام الجنائز، ص 239)

3) قبرستان میں داخل ہوتے ہوئے یوں دعا کرنی چاہیے

﴿اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الدِّيَارِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَإِنَّا إِنْ شَاءَ اللهُ لَلَاحِقُوْنَ أَسْأَلُ اللهَ لَنَا وَلَكُمُ الْعَافِيَةَ﴾ اے مومنوں اور مسلمانوں کے اہل قبور تم پر سلامتی ہو۔ بلاشبہ ہم اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور تمہارے لیے عافیت کا سوال کرتے ہیں۔ (مسلم:2257)

6۔ قبروں پر کون سے کام جائز نہیں؟

(i) مسلمانوں کی قبروں کے درمیان جوتے پہن کر چلنا جائز نہیں

سیدنا بشیر بن ابن خصاصیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ایک ایسے آدمی کو دیکھا جو قبروں کے درمیان جوتوں سمیت چل رہا تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے جوتوں والے انہیں اتار دے۔ لہٰذا جب اس آدمی نے رسول اللہ ﷺ! کو پہچان لیا تو اپنی جوتیاں اتار کر پھینک دیں۔ (صحیح ابن ماجہ:1568)

ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبرستان میں جوتے پہن کر چلنا جائز نہیں الا کہ کوئی ضرورت ہو مثلاً قبرستان میں کانٹے ہوں یا شدید گرمی ہو۔ (مجموع فتاویٰ ابن باز:13/365)

(ii) قبر پر قرآن مجید کی تلاوت ثابت نہیں

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ کیونکہ شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس گھر میں سورہ البقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ (مسلم)

قبروں کی زیارت کے وقت قراءت قرآن کا سنت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ (احکام الجنائز:241،242)

(iii) دعا کے لیے قبر والے کو وسیلہ بنانا جائز نہیں

﴿وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللهِ ۭ قُلْ أَتُنَبِّـُٔوْنَ اللهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ﴾ اور وہ اللہ تعالیٰ کے ماسوا ان کی عبادت کرتے ہیں جو نہ ہی انہیں نقصان دے سکتے ہیں اور نہ ہی انہیں فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں یہ لوگ ہمارے سفارشی ہیں۔ آپ کہہ دیں کہ کیا تم اللہ تعالیٰ کو اس بات کی خبر دیتے ہو جسے نہ وہ آسمانوں میں جانتا ہے اور نہ زمین میں؟ پاک ہے وہ اور بے حد بلند ہے اس سے جو وہ شریک بناتے ہیں۔ (یونس:18)

کن کے وسیلے سے دعا کی جا سکتی ہے؟

1۔ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور صفات عالیہ کو وسیلہ بنا کر دعا کی جا سکتی ہے

(i) رب العزت کا فرمان ہے: ﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا﴾

اور اللہ تعالیٰ کے لیے اچھے اچھے نام ہیں تو تم اسے ان ناموں کے ذریعے پکارو۔ (الاعراف:180)

(ii) رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی بات پریشان کرتی تو آپ یہ دعا کرتے تھے: ﴿يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ بِرَحْمَتِكَ أَسْتَغِيثُ﴾ اے زندہ جاوید! اے کائنات کے نگران! میں تیری رحمت کے ذریعے سے مدد طلب کرتا ہوں۔

(ترمذی:3524)

(iii) رسول اللہ ﷺ غم و پریشانی میں یہ دعا سکھایا کرتے تھے:

﴿اللّٰهُمَّ إِنِّي عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَ ابْنُ أَمَتِكَ نَاصِيَتِي بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاؤُكَ أَسْأَلُكَ بِكُلِّ اسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهِ نَفْسَكَ أَوْ أَنْزَلْتَهُ فِي كِتَابِكَ أَوْ عَلَّمْتَهُ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ أَوِ اسْتَأْثَرْتَ بِهِ فِي عِلْمِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ أَنْ تَجْعَلَ الْقُرْآنَ رَبِيعَ قَلْبِي وَنُورَ صَدْرِي وَجِلَاءَ حُزْنِي وَذَهَابَ هَمِّي﴾

یا الٰہی! میں تیرا بندہ ہوں، تیرے غلام کا بیٹا اور تیری باندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے قابو میں ہے، میرے حق میں تیرا حکم جاری ہے، تیرا فیصلہ میرے بارے میں انصاف کے ساتھ ہے۔ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے اس نام کے ساتھ جسے تو نے اپنے لیے پسند کیا یا اپنی کتاب میں تو نے اتارا یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا یا اپنے علم غیب میں سے تو نے اس کو اختیار کر رکھا ہے، اس بات کا کہ تو قرآن مجید کو میرے دل کی فرحت اور خوشی، میرے سینے کا نور، میرے رنج و غم کا مداوا اور میری پریشانیوں کو دور کرنے والا بنا دے۔ (مسند احمد:4318)

2۔ اپنے نیک عمل کو وسیلہ بنا کر دعا کرنا

(i) ﴿رَبَّنَا آمَنَّا بِمَا أَنْزَلْتَ وَاتَّبَعْنَا الرَّسُولَ فَاكْتُبْنَا مَعَ الشَّاهِدِينَ﴾ اے ہمارے پروردگار! ہم اس پر ایمان لائے جو تو نے نازل کیا ہے اور ہم نے رسول کی اطاعت کی پس تو ہمیں گواہی دینے والوں کے ساتھ لکھ لے۔ (آل عمران:53)

(ii) عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے والد کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو دعا کرتے سنا وہ کہہ رہا تھا: ﴿اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ أَنِّي أَشْهَدُ أَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْأَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بنا پر کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ جنا اور نہ جنا ہی گیا اور کوئی بھی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تو نے اللہ تعالیٰ سے اس کے اس نام سے سوال کیا ہے کہ جب اس سے اس نام سے مانگا جائے تو عنایت فرماتا ہے دعا کی جائے تو قبول کرتا ہے۔ (ابوداود:1493)

(iii) سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''پچھلی امت کے تین آدمی کہیں سفر میں جا رہے تھے۔ رات ہونے پر رات گزارنے کیلئے انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی، اور اس کے اندر داخل ہو گئے۔ اتنے میں پہاڑ سے ایک چٹان لڑھکی اور اس نے غار کا منہ بند کر دیا۔ سب نے کہا کہ اب اس غار سے

تمھیں کوئی چیز نکالنے والی نہیں، سوائے اس کے کہ تم سب، اپنے سب سے زیادہ اچھے عمل کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو۔ اس پر ان میں سے ایک شخص نے اپنی دعا شروع کی کہ اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میں روزانہ ان سے پہلے گھر میں کسی کو بھی دودھ نہیں پلاتا تھا نہ اپنے بال بچوں کو اور نہ اپنے غلام وغیرہ کو۔ ایک دن مجھے ایک چیز کی تلاش میں رات ہو گئی۔ اور جب میں گھر واپس ہوا تو وہ (میرے ماں باپ) سو چکے تھے۔ پھر میں نے ان کے لئے شام کا دودھ نکالا۔ جب ان کے پاس لایا تو سوئے ہوئے تھے۔ مجھے یہ بات ہرگز اچھی معلوم نہیں ہوئی کہ ان سے پہلے اپنے بال بچوں یا اپنے کسی غلام کو دودھ پلاؤں، اس لئے میں ان کے سرہانے کھڑا رہا۔ دودھ کا پیالہ میرے ہاتھ میں تھا۔ اور میں ان کے جاگنے کا انتظار کر رہا تھا یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ اب میرے ماں باپ جاگے اور انھوں نے اپنا شام کا دودھ اس وقت پیا، اے اللہ! اگر میں نے یہ کام محض تیری رضا کے لیے کیا تھا تو اس وقت اس چٹان کی آفت کو ہم سے ہٹا دے۔ اس دعا کے نتیجہ میں وہ غار تھوڑا سا کھل گیا مگر نکلنا اب بھی ممکن نہ تھا۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: پھر دوسرے نے دعا کی، اے اللہ! میرے چچا کی ایک لڑکی تھی، جو سب سے زیادہ مجھے محبوب تھی۔ میں نے اس کے ساتھ برا کام کرنا چاہا لیکن اس نے نہ مانا۔ اسی زمانے میں ایک سال قحط پڑا۔ تو وہ میرے پاس آئی۔ میں نے اسے ایک سو بیس دینار اس شرط پر دیئے کہ وہ خلوت میں میرے ساتھ برا کام کرے چنانچہ وہ راضی ہو گئی۔ اب میں اس پر قابو پا چکا تھا لیکن اس نے کہا کہ تمہارے لئے میں جائز نہیں کرتی کہ اس مہر کو تم حق کے بغیر توڑو۔ یہ سن کر میں اپنے برے ارادے سے باز آ گیا اور وہاں سے چلا آیا۔ وہ مجھے سب سے بڑھ کر محبوب تھی اور میں نے اپنا دیا ہوا سونا بھی واپس نہیں لیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ کام صرف تیری رضا کے لئے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے۔ چنانچہ چٹان ذرا سی اور کھسکی لیکن اب بھی اس سے باہر نہیں نکلا جا سکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تیسرے شخص نے دعا کی۔ اے اللہ! میں نے چند مزدور رکھے تھے۔ پھر سب کو ان کی مزدوری پوری دے دی مگر ایک مزدور ایسا نکلا کہ وہ اپنی مزدوری ہی چھوڑ گیا۔ میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا اور بہت کچھ نفع حاصل ہو گیا۔ پھر کچھ دنوں کے بعد وہی بندہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ کے بندے! مجھے میری مزدوری دے دے۔ میں نے کہا: یہ جو کچھ تو دیکھ رہا ہے اونٹ گائے بکری اور غلام، یہ سب تمہاری مزدوری ہے۔ وہ کہنے لگا: اللہ کے بندے مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا: میں مذاق نہیں کرتا۔ چنانچہ اس شخص نے سب کچھ لیا اور اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک چیز بھی اس میں سے باقی نہیں چھوڑی۔ تو اے اللہ! اگر میں نے یہ سب کچھ تیری رضامندی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہماری اس مصیبت کو دور کر دے۔ چنانچہ وہ چٹان ہٹ گئی اور وہ سب باہر نکل کر چلے گئے۔" (صحیح بخاری، کتاب الاجارہ، باب من استاجر اجیرا فترک الاجیر اجرہ فعمل فیہ المستاجر فزاد او من عمل فی مال غیرہ فاستفضل: [illegible])

3۔ کسی زندہ نیک انسان کی دعا کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) نبی ﷺ کے عہد میں لوگوں پر قحط سالی پڑی تو جمعہ کے دن اس حالت میں کہ نبی ﷺ خطبہ دے رہے تھے، ایک اعرابی کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا: یارسول اللہ! مال تلف ہو گیا اور بچے بھوکے ہیں تو آپ ﷺ ہمارے لیے (بارش کی) دعا کیجیے۔ پس آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور ہم (اس وقت) آسمان میں ایک ٹکڑا بھی بادل کا نہ دیکھتے تھے مگر قسم اس ذات (پاک) کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ آپ ﷺ اپنے ہاتھوں کو سمیٹنے بھی نہ پائے کہ بادل پہاڑوں کی طرح چھا گیا، پھر آپ ﷺ اپنے منبر پر سے اترے نہیں یہاں تک کہ میں نے بارش کو آپ ﷺ کی داڑھی مبارک پر ٹپکتے ہوئے دیکھا۔ پھر اس دن ہم پر بارش ہوئی اور دوسرے دن اور تیسرے دن اور چوتھے دن (اسی طرح) دوسرے جمعہ تک بارش برستی رہی تو وہی اعرابی (یا انس رضی اللہ عنہ نے) کہا کہ (کوئی) دوسرا (آدمی جمعہ کے وقت) پھر کھڑا ہو گیا اور اس نے عرض کی: یا رسول اللہ ﷺ! (بارش کی کثرت سے) مکان گر گئے اور مال ڈوب گیا پس آپ ﷺ اللہ تعالیٰ سے ہمارے لیے دعا فرمایئے: تو آپ ﷺ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور کہا: "اے اللہ! ہمارے آس پاس مینہ برسا اور ہم پر نہ برسا" پھر آپ ﷺ بادل کے جس ٹکڑے کی طرف اشارہ کرتے تھے وہ ہٹ جاتا تھا اور پورا مدینہ (بادل سے صاف ہو کر) حوض کی مانند ہو گیا اور وادیٔ قناۃ کا نالا ایک مہینے تک بہتا رہا اور جو شخص کسی طرف سے آتا تھا وہ بارش کی کیفیت بیان کرتا تھا۔ (بخاری:933)

7۔ کافر کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے کیا کرنا چاہیے؟

کافر کی قبر کے پاس سے گزرتے ہوئے اسے آگ کی بشارت دینی چاہیے۔

سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بدو نبی ﷺ کے پاس آیا اور کہا: میرا باپ صلہ رحمی کرتا تھا اور وہ ایسا (عظیم) آدمی تھا، اب وہ (بعد از موت) کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ دوزخ کی آگ میں ہے۔ یہ سن کر بدو رنجیدہ ہوا اور یہ سوال کیا کہ آپ کے باپ کہاں ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب بھی تو کسی کافر کی قبر کے پاس سے گزرے تو اسے جہنم کی آگ کی خوش خبری سنا دینا۔ بعد میں وہ بدو مسلمان ہو گیا تھا اور کہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے مشقت میں ڈال دیا ہے، اب میں کسی کافر کے پاس سے نہیں گزرتا مگر اسے آگ کی خوشخبری سناتا ہوں۔ (سلسلہ احادیث صحیحہ:18)

قبروں کے قریب حرام کام

1۔قبروں کو مسجد بنالینا

2۔قبروں کو مزین کرنا

3۔قبروں کو چراغوں سے روشن کرنا

4۔قبروں پر بیٹھنا

5۔قبروں کو پختہ کرنا ان پر میت کا نام یا تاریخ وفات لکھنا یا ان پر عمارت بنانا

6۔قبر پر زائد مٹی ڈالنا

7۔ایسی مسجد جس میں قبر ہو یا جو قبرستان میں ہو اس میں نماز پڑھنا

8۔قبروں پر عرس یا میلوں کا اہتمام کرنا

9۔قبروں یا مزاروں کی طرف سفر کر کے جانا

10۔مردے کی ہڈی توڑنا

11۔قبروں پر جانور ذبح کرنا

12۔قبروں پر قرآن کی قراءت کرنا

13۔قبروں پر سورہ یٰس کی قراءت

14۔قبروں پر ماتھا ٹیکنا یا سجدہ کرنا

15۔قبروں پر چادریں یا چڑھاوے چڑھانا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

1۔قبروں کو مسجد بنالینا

(i) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔ (بخاری:1330)

(ii) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ یہودیوں سے قتال کریں، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجد بنالیا۔ (بخاری:437)

(iii) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعض بیویوں نے ایک گرجے کا ذکر کیا جسے انہوں نے حبشہ میں دیکھا تھا۔ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا دونوں حبش کے ملک میں گئی تھیں۔ انہوں نے اس کی خوب صورتی اور اس میں رکھی گئی تصاویر کا بھی ذکر کیا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا: ان لوگوں میں جب کوئی نیک آدمی فوت ہوتا تو یہ اس کی قبر پر مسجد بنالیتے پھر اس کی تصاویر اس میں رکھ دیتے، یہی اللہ تعالیٰ کے نزدیک مخلوق میں سے بدترین ہیں۔ (بخاری:1341)

(iv) سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک بدترین لوگ وہ ہیں جن زندہ افراد پر قیامت قائم ہوگی اور جو قبروں کو مسجد بنالیتے ہیں۔ (حسن، احکام الجنائز وبدعہا، ص:278، 3844)

(v) امام البانی رحمہ اللہ: قبروں کو مسجدیں بنانا حرام ہے۔ مزید یہ کہ قبروں کو مسجدیں بنانے میں تین امور شامل ہیں: (i) قبروں کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا، (ii) قبروں پر سجدے کرنا، (iii) قبروں پر مسجدیں بنانا۔

(احکام الجنائز وبدعہا، ص:279)

2۔قبروں کو مزین کرنا

قبروں کو مزین کرنا چونکہ لوگوں کے لیے فتنہ، اہل قبر کی تعظیم اور شرک کا دروازہ کھولنے کے مترادف ہے اس لیے حرام ہے۔ امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں کو مزین کرنا بدعت ہے۔ (احکام الجنائز وبدعہا، ص:329)

3۔قبروں کو چراغوں سے روشن کرنا

چراغ روشن کرنا مندرجہ ذیل وجوہات کی بنیاد پر حرام ہے:

(i) یہ ایسی بدعت ہے کہ جس سے سلف ناواقف تھے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

(ii) اس میں مال کا ضیاع ہے جو کہ نصاً ممنوع ہے۔

(iii) اس میں مجوسیوں کی مشابہت ہے۔ (احکام الجنائز، ص:294)

شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں پر چراغ جلانا اس لیے حرام ہے کیونکہ یہ عمل فاسد عقائد پھیلانے کا موجب بنتا ہے۔ (نیل الاوطار:40/3)

قبروں پر تعمیر مساجد، تزئین و آرائش اور چراغ روشن کرنے کی ممانعت میں حکمت

قبروں پر مساجد تعمیر کرنے، انہیں مزین کرنے یا ان پر چراغاں سے اس لیے روکا گیا ہے تا کہ شرک کا دروازہ نہ کھل سکے کیونکہ اگر قبروں پر ایسے کام کیے جائیں گے تو اس سے اہل قبور کی تعظیم کا پہلو ابھرے گا اور انبیاء اور صالحین کی تعظیم میں غلو ہی اس دنیا میں شرک کا اولین سبب بنا تھا جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو بت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں پوجے جاتے تھے بعد میں وہی عرب میں پوجے جانے لگے۔ ''وَدّ'' دومۃ الجندل میں بنی کلب کا بت تھا۔ ''سواع'' بنی ہذیل کا۔ ''یغوث'' بنی مراد کا اور مراد کی شاخ بنی غطیف کا جو وادی اجوف میں قوم سبا کے پاس رہتے تھے۔ ''یعوق'' بنی ہمدان کا بت تھا۔ ''نسر'' حمیر کا بت تھا جو ذوالکلاع کی آل میں سے تھے۔ یہ پانچوں سیدنا نوح علیہ السلام کی قوم کے نیک لوگوں کے نام تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کے دل میں ڈالا کہ اپنی مجلس میں جہاں وہ بیٹھتے تھے ان کے بت قائم کر لیں اور ان بتوں کے نام اپنے نیک لوگوں کے نام پر رکھ لیں۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ اس وقت ان بتوں کی پوجا نہیں ہوتی تھی لیکن جب وہ لوگ بھی مر گئے جنہوں نے بت قائم کیے تھے اور علم لوگوں میں نہ رہا تو ان کی پوجا ہونے لگی۔ (بخاری:4920)

4۔ قبروں پر بیٹھنا

(i) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ (مسلم:2245)

(ii) ایک روایت میں یہ لفظ ہیں قبروں پر مت بیٹھو۔ (مسلم:2250)

(iii) ایک اور روایت میں یہ لفظ مذکور ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو روندنے سے منع فرمایا۔ (ترمذی:1052)

(iv) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص انگارے پر بیٹھے اور وہ اس کے کپڑوں کو جلا کر جلد تک پہنچ جائے یہ اس کے لیے قبر پر بیٹھنے سے زیادہ بہتر ہے۔ (مسلم:2248)

5۔ قبروں کو پختہ کرنا ان پر میت کا نام یا تاریخ وفات لکھنا یا ان پر عمارت بنانا

(i) سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ کرنے، اس پر بیٹھنے اور اس پر عمارت بنانے سے منع فرمایا ہے۔ جامع ترمذی کی روایت میں یہ لفظ بھی ہیں: قبر پر لکھنے سے بھی منع فرمایا ہے۔ (مسلم:2245، ترمذی:1052)

(ii) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں پر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے اور اسے (یعنی قبر پر بنائے گئے مزار وغیرہ) کو منہدم کرنے کا حکم دیا ہے۔ ([illegible] 245/1)

(iii) شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ ثبوت موجود ہے کہ قبروں پر لکھنا حرام ہے اور اس ممانعت کا ظاہر یہ بتاتا ہے کہ خواہ قبر پر میت کا نام لکھا جائے یا کچھ اور سب ناجائز ہے۔ (نیل الاوطار 97/4)

6۔ قبر پر زائد مٹی ڈالنا

(i) سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر (قبر کی مٹی سے) زائد مٹی ڈالنے سے بھی منع فرمایا۔ (سنن نسائی: 2029)

(ii) امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر کو اس سے نکلنے والی مٹی سے زیادہ (مٹی ڈال کر) بلند کرنا حرام ہے۔ (احکام الجنائز وبدعہا، ص 260)

(iii) اہل علم کا کہنا ہے کہ بارش یا کسی اور وجہ سے اگر قبر دب جائے اور اسے پہچاننا مشکل ہو رہا ہو تو پھر زائد مٹی ڈال کر اسے شرعی حد تک یعنی ایک بالشت برابر بلند کیا جاسکتا ہے۔ (واللہ اعلم)

7۔ ایسی مسجد جس میں قبر ہو یا جو قبرستان میں ہو اس میں نماز پڑھنا

(i) سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ساری زمین نماز کی جگہ ہے سوائے قبرستان اور حمام کے۔ (ابن ماجہ: 745)

(ii) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبرستان میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ جو قبرستان میں نماز پڑھے گا اسے دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔ (الاختیارات العلمیہ، ص 25)

(iii) امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبرستان نماز کی جگہ نہیں ۔۔۔۔۔ اور اس میں نماز پڑھنا حرام ہے۔ (احکام الجنائز وبدعہا، ص 271، 275)

(iv) شیخ ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس مسجد میں قبر ہو اس میں نماز نہیں پڑھی جائے گی۔ (مجموع فتاویٰ ابن باز: 233/13)

8۔ قبروں پر عرس یا میلوں کا اہتمام کرنا

(i) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری قبر کو عید مت بنانا۔ (ابوداود: 2042)

عید کا مطلب معین اوقات اور معروف موسموں میں عبادت کے لیے قبر کے پاس جانا ہے۔

(ii) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اس حدیث میں) محل شاہد یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر روئے زمین پر تمام قبروں سے افضل ہے۔ جب اسے عید بنانے (یعنی وہاں میلے ٹھیلے لگانے) سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تو دوسری کسی بھی قبر کو عید بنانا بالاولیٰ ممنوع ہے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم، ص 155)

(iii) امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث دلیل ہے کہ انبیاء وصالحین کی قبروں کو عید بنانا حرام ہے۔ (احکام الجنائز وبدعہا، ص 280)

9۔ قبروں یا مزاروں کی طرف سفر کر کے جانا

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین مسجدوں کے سوا کسی مسجد کی طرف سفر نہ کیا جائے۔ ایک مسجد حرام، دوسری مسجد نبوی، تیسری مسجد اقصیٰ۔ (بخاری: 1189)

10۔ مردے کی ہڈی توڑنا

(i) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مردے کی ہڈی توڑنے (کا حکم) زندہ انسان

کی ہڈی توڑنے (کے حکم) کی طرح ہے۔ (ابوداود:3207)

(ii) ابن حجر ہیثمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ (الزواجر: 1/ 134)

(iii) امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کسی مردے کی ہڈی توڑنا جائز نہیں۔ (احکام الجنائز وبدعہا ص 295)

11۔ قبروں پر جانور ذبح کرنا

(i) سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام میں عقر (یعنی قبر پر ذبح) نہیں ہے۔ (ابوداود:3222)

(ii) امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں پر جانور ذبح کرنا یا نحر کرنا حرام ہے۔ (احکام الجنائز وبدعہا ص 259)

12۔ قبروں پر قرآن کی قراءت کرنا

(i) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنے گھروں کو قبریں مت بناؤ۔ بے شک شیطان اس گھر سے فرار اختیار کرتا ہے جس میں سورہ البقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔ (مسلم:780)

(ii) امام البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبروں کی زیارت کے وقت قراءت قرآن کا سنت سے کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ (احکام الجنائز: 241,242)

(iii) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وفات کے بعد میت پر قراءت قرآن بدعت ہے۔ (الاختیارات العلمیہ ص 53)

(iv) ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل علم کے قول میں سے راجح یہ ہے کہ قبر پر تدفین کے بعد قراءت کرنا بدعت ہے کیونکہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں موجود نہ تھا نہ آپ ﷺ نے اس کا حکم دیا اور نہ ہی آپ ﷺ ایسا کرتے تھے بلکہ زیادہ سے زیادہ اس ضمن میں جو وارد ہے وہ یہ ہے کہ تدفین کے بعد آپ ﷺ قبر پر کھڑے ہوتے اور کہتے کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو اور اس کے لیے ثابت قدمی کا سوال کرو کیونکہ اب اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔ اگر قبر کے پاس قراءت بہتر ہوتی یا شرعی طور پر ثابت ہوتی تو نبی کریم ﷺ ضرور اس کا حکم ارشاد فرماتے حتیٰ کہ صحابہ کو بھی اس کا علم ہوتا۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 2 / 53)

13۔ قبروں پر سورہ یٰس کی قراءت

(i) ابن باز رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قبر پر سورہ یٰس کی قراءت یا قرآن کی کسی اور صورت کی قراءت نہ تدفین کے بعد جائز ہے اور نہ ہی تدفین کے دوران اور نہ ہی قبرستان میں کوئی قراءت جائز ہے کیونکہ نہ ہی یہ نبی کریم ﷺ نے یہ عمل کیا ہے اور نہ ہی خلفاء راشدین نے۔ جیسا کہ قبرستان میں نہ اذان جائز ہے اور نہ ہی اقامت بلکہ یہ سب کچھ بدعت ہے اور رسول اللہ ﷺ سے یہ صحیح ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں تو وہ مردود ہے۔ (فتاویٰ اسلامیہ: 2/ 52)

(ii) جس روایت میں موجود ہے کہ جس نے قبر میں داخل ہو کر سورہ یٰسین کی قراءت کی تو اللہ تعالیٰ اہل قبور سے عذاب میں تخفیف کر دیں گے۔ اس کی کوئی دلیل نہیں بلکہ وہ روایت نہایت کمزور درجے کی ہے۔ شیخ البانی رحمہ اللہ نے بھی اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (سلسلہ ضعیفہ: 1246)

14۔ قبروں پر ماتھا ٹیکنا یا سجدہ کرنا

(i) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا﴾ تو آپ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرو اور اسی کی عبادت کرو۔ (النجم: 62)

(ii) ایک اور جگہ فرمایا: ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ﴾ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ کیے گئے شرک کو نہیں بخشیں گے۔ (النساء: 48)

(iii) سیدنا جندب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کی وفات سے پانچ دن پہلے سنا آپ فرما رہے تھے یقیناً میں اس بات سے بری ہوں کہ تم میں سے کسی کو اپنا خلیل بناؤں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنا خلیل بنایا ہے۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بناتا۔ خبردار وہ لوگ جو تم سے پہلے تھے وہ اپنے انبیاء وصالحین کی قبروں کو سجدہ گاہیں بنا لیا کرتے تھے۔ خبردار! تم قبروں کو سجدہ گاہ مت بنانا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ (مسلم: 1188)

15۔ قبروں پر چادریں یا چڑھاوے چڑھانا

(i) ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کہہ دو بے شک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے جو جہانوں کا رب ہے۔ (الانعام: 162)

(ii) امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آئمہ کا اتفاق ہے کہ قبر کو کپڑوں سے ڈھانپنا گناہ ہے۔
([illegible] 345/3)

ایصال ثواب

1۔ دعا

2۔ روزوں کی قضا

3۔ میت کے قرض کی ادائیگی

4۔ صالح اولاد کے نیک اعمال

5۔ صدقہ جاریہ

6۔ میت کی طرف سے حج

7۔ میت کی طرف سے صدقہ

8۔ مسجد یا مسافر خانے کی تعمیر

9۔ میت کی نذر پوری کرنا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

1۔ دعا

(i)﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾اور جو لوگ اُن کے بعد آئے وہ کہتے ہیں: ''اے ہمارے رب! ہمیں اور ہمارے اُن بھائیوں کو بھی بخش دے جو ایمان میں ہم سے سبقت لے گئے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی بغض نہ رکھنا اے ہمارے رب! یقیناً تو بے حد شفقت کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔(الحشر:10)

(ii) اپنے بھائی کے لیے مسلمان کی دعا قبول ہوتی ہے سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ فرمایا کرتے تھے:﴿دَعْوَةُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ مُسْتَجَابَةٌ عِنْدَ رَأْسِهِ مَلَكٌ مُوَكَّلٌ كُلَّمَا دَعَا لِأَخِيهِ بِخَيْرٍ قَالَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِ: آمِينَ وَلَكَ بِمِثْلٍ﴾ مسلمان مرد کی اپنے بھائی کے لیے پس پشت دعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے سر کے پاس مؤکل فرشتہ موجود ہے جب یہ اپنے بھائی کے لیے بھلائی کی دعا کرتا ہے تو مؤکل فرشتہ اس پر آمین کہتا ہے اور کہتا ہے میرے لیے بھی اس کی مثل ہو۔(مسلم:2733)

(iii) رسول اللہ ﷺ کو اہل قبور کے لیے دعا کرنے کا حکم دیا گیا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: بلاشبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں ان (اہل قبور) کے لیے دعا کروں۔(مسند احمد:252/6)

(iv) سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جنت میں نیک بندے کا درجہ بلند فرماتے ہیں تو بندہ عرض کرتا ہے کہ اے اللہ! یہ درجہ مجھے کیوں دیا گیا؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یہ درجہ تیری اولاد کے تیرے لیے استغفار کرنے کی وجہ سے حاصل ہوا ہے۔(ابن ماجہ:3660)

2۔ روزوں کی قضا

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص مرجائے اور اس پر روزوں کی قضا واجب ہو تو اس کا وارث اس کی طرف سے روزے رکھے۔(بخاری:1952)

3۔ میت کے قرض کی ادائیگی

سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ (ایک دن) ہم نبی ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک جنازہ لایا گیا لوگوں نے عرض کی کہ آپ اس کی نماز جنازہ پڑھا دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس پر کچھ قرض ہے؟'' لوگوں نے عرض کی کہ نہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے عرض کی کہ نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے

اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ اس کے بعد ایک دوسرا جنازہ لایا گیا۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس پر کچھ قرض ہے؟'' عرض کی گئی کہ ہاں تین اشرفیاں ہیں۔ پس آپ ﷺ نے اس کی نماز پڑھا دی۔ پھر تیسرا جنازہ لیا گیا اور لوگوں نے عرض کی کہ اس کی بھی نماز جنازہ پڑھا دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس نے کچھ مال چھوڑا ہے؟'' لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا اس پر کچھ قرض ہے؟'' لوگوں نے عرض کی کہ ہاں! تین اشرفیاں قرض ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم لوگ اپنے دوست کی نماز جنازہ پڑھ لو (میں نہیں پڑھوں گا)۔'' تو سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ ﷺ اس کی نماز پڑھا دیجیے اس کا قرض میں ادا کروں گا۔ پس آپ ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی۔ (بخاری:2289)

4۔ صالح اولاد کے نیک اعمال

انسان کی اولاد اس کی کمائی ہے

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بے شک سب سے پاکیزہ چیز جسے انسان کھاتا ہے وہ اس کی (اپنے ہاتھوں کی) کمائی ہے اور اس کی اولاد بھی اس کی کمائی میں سے ہی ہے۔ (ابوداؤد:3528)

5۔ صدقہ جاریہ

مرنے کے بعد انسان کے نیک اعمال کا سلسلہ کیسے جاری رہتا ہے؟

(i) ﴿وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ﴾ ہم لکھتے جاتے ہیں جو اعمال بھی جن کو لوگ آگے بھیجتے ہیں اور ان کے وہ اعمال بھی جن کو پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔ (یعنی ایسے عمل اور نمونے دنیا میں چھوڑ جاتے ہیں کہ ان کے مرنے کے بعد لوگ ان کی اقتداء میں وہ اعمال بجالاتے رہتے ہیں۔) (یٰس:12)

(ii) سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب انسان فوت ہوجاتا ہے تو تین اعمال کے علاوہ باقی تمام اعمال منقطع ہوجاتے ہیں: (1) صدقہ جاریہ، (2) یا وہ علم جس سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہوں، (3) یا نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرتی رہے۔ (مسلم:4223)

6۔ میت کی طرف سے حج

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ قبیلہ جہینہ کی ایک عورت نبی ﷺ کے پاس آئی اور اس نے عرض کی کہ میری ماں نے یہ نذر مانی تھی کہ وہ حج کرے گی مگر حج نہ کرنے پائی تھی کہ مر گئی، لہٰذا کیا میں اس کی طرف سے حج کرلوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں تم اس کی طرف سے حج کرلو، بتاؤ! اگر تمہاری ماں پر کچھ قرض ہوتا تو کیا تم اسے ادا کرتی نہیں؟ پس اللہ تعالیٰ کا قرض ادا کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ اس بات کا سب سے زیادہ حق دار ہے کہ اس کا قرض ادا کیا جائے۔'' (بخاری:1852)

7۔ میت کی طرف سے صدقہ

(i) ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک شخص (سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ) نے نبی ﷺ سے عرض کی کہ میری والدہ اچانک انتقال کر گئی ہیں اور میں ان کی نسبت ایسا خیال کرتا ہوں کہ اگر وہ بول سکتیں تو ضرور صدقہ کرنے کا حکم دیتیں۔ پس کیا اگر میں ان کی طرف سے صدقہ دوں تو ان کو کچھ ثواب ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں" (بخاری:1388)

(ii) سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میری والدہ فوت ہو گئی ہے کیا میں اس کی طرف سے صدقہ کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے عرض کیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "پانی پلانا" (نسائی:3694)

8۔ مسجد یا مسافر خانے کی تعمیر

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کو وفات کے بعد جو نیک عمل پہنچتے ہیں ان میں یہ بھی ہیں: جس علم کی تعلیم دی اور اسے پھیلایا، نیک اولاد جو پیچھے چھوڑی، قرآن مجید کا نسخہ کو کسی کو وراثت میں ملا، مسجد جو اس نے تعمیر کی، مسافر خانہ جو اس نے قائم کیا، نہر جو اس نے جاری کی یا صدقہ جو اس نے اپنی زندگی میں صحت کی حالت میں نکالا ان سب کا ثواب اس کی موت کے بعد اسے ملتا رہتا ہے۔ (ابن ماجہ:3699)

9۔ میت کی نذر پوری کرنا

سیدنا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا: بے شک میری والدہ وفات پا گئی ہے اور اس کے ذمے نذر ہے (تو میں کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اس کی طرف سے نذر پوری کر دو۔ (ابوداؤد:3307)

آخرت سیریز

پڑھیے اور پڑھوائیے

موت اس زندگی کی شام ضرور ہے لیکن ہمیشہ کے لیے اختتام نہیں

یادِ موت ہی انسان کی عبادت میں مٹھاس پیدا کرتی ہے

دل کا اطمینان اور دعاؤں میں لذت ملتی ہے

یہ موت کی یاد ہی تو ہے جو کامیابی کی ضمانت ہے

کیسے ممکن ہے راتوں کو سجدے کرنے والے اور

راتوں کو دادِ عیش دینے والے برابر کر دیے جائیں؟

کیسے ممکن ہے سچے اور جھوٹے برابر کر دیے جائیں؟

کیسے ممکن ہے امین اور خائن برابر ہو جائیں؟

کیسے ممکن ہے ظالم اور عادل برابر ہو جائیں؟

آج میرا مال میرے کسی کام نہ آیا۔ میرا سارا اقتدار ختم ہو گیا۔

(الحاقہ:29,28)

اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

(التحریم:6)

جنت وہ مقام ہے جہاں

ہمیشہ صحت مند رہیں گے، کبھی بیماری نہیں آئے گی

ہمیشہ جوان رہیں گے، کبھی بڑھاپا نہیں آئے گا

ہمیشہ خوش رہیں گے، کبھی غم نہیں آئے گا